جلد ۲ | ۷ ماہ تبلیغ ۱۳۳۲ ہش - ۲۲ جمادی الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۵۳ء | نمبر ۵

احمدیہ جماعت قادیان کی صلح کل اور رواداری کا ذکر۔ قادیان سکھ معاصر پربھات کی ایک اہم خبر!

قادیان میں احمدیوں نے پاکستان سے گورو گرنتھ صاحب کی دو بیڑیں منگوا کر وہاں کے گوروسنگھ سبھا کے پیش کیں

شہر میں ان بیڑوں کا شاندار اور پریم بھرا جلوس نکالا گیا

ہمارے ملک کی ترقی میں سب سے بڑی روک فرقہ دارانہ مناقشت، اور اختلافات اور مختلف قوموں کا آپس میں غیر رواداری کا سلوک ہے۔ آج ملک و قوم کا سب سے بڑا بہی خواہ اور خیر اندیش وہی ہے جو ملک کے اندر باہمی صلح و اتحاد کی رو چلانے میں مدد دے۔ کیونکہ اتحاد و اتفاق ہی سب سے بڑی طاقت ہے جو ملک کو

احمدیہ جماعت شروع سے ہی اسلام کی پاک اور مقدس تعلیم پر عامل اور رواداری کے زیور سے مزین ہے، اسکے ماننے والے نہ صرف یہ کہ جملہ پیشوایان مذاہب کو سچا اور قابل احترام مانتے ہیں اور انکی یاد کو تازہ رکھنے کیلئے ہر سال پیشوایان مذاہب کے جلسے منعقد کرتے ہیں۔ بلکہ ہر فتنہ و فساد و بغاوت اور ایجی ٹیشن کے طریق سے بچتے ہیں

گذشتہ فسادات میں بھی احمدیہ جماعت نے اپنی عمدہ تعلیم اور اعلےٰ کردار کا نمایاں نمونہ دکھایا ہے۔ جس کو غیروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اُن خونی دنوں میں احمدیوں نے نہ صرف مشرقی پنجاب میں امن کے قیام میں مقدور بھر مدد دی۔ بلکہ مغربی پنجاب میں بھی ہزارہا غیر مسلموں کی جان و مال کو بچایا اور عزت و آبرو کی حفاظت کی۔

احمدیہ جماعت نے جس رنگ میں سکھوں اور ہندوؤں کے مقدس پیشواؤں کی تعظیم کی ہے۔ وہ ایک واضح حقیقت ہے۔ بڑ صاحب کے گوردوارہ، پنجہ صاحب کے گوردوارہ، ننکانہ صاحب کے مقدس مقامات میں بڑی بڑی رقوم جماعت احمدیہ کی طرف سے بطور امداد سکھ بھائیوں کو دی گئیں۔ اب بھی جس رنگ میں رواداری کا سلوک جماعت کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ اس کی تازہ مثال سکھ معاصر اخبار پربھات جالندھر کی مورخہ ۸ ار جنوری کی اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔ ذیل میں اخبار مذکور کا اقتباس ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے۔ ——— (ایڈیٹر)

قادیان ۱۹ ار جنوری۔ کل قادیان میں رہنے والے احمدی مسلمانوں نے گورو گرنتھ صاحب کے دو نسخے پاکستان سے منگوا کر مقامی سنگھ سبھا کی خدمت میں گوردوارہ شہید گنج میں پیش کئے ہیں۔ یہ تقریب بہت ہی محبت اور پیار کی فضا میں ہوئی تقریباً آٹھ بجے صبح تین تانگوں کے ساتھ صوبیدار گیانی گوردیال سنگھ جی اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ احمدی محلہ میں پہنچے۔ جہاں اُن کا استقبال جناب مولوی عبدالرحمان صاحب امیر جماعت احمدیہ جناب مولوی برکات احمد صاحب بی۔ اے ناظر امور عامہ اور جناب حکیم خلیل احمد صاحب نے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ کیا۔ اس کے بعد ان سکھ بھائیوں کی بڑی عزت اور محبت سے چائے پھل اور ——— مٹھائی سے تواضع کی گئی۔

اس کے بعد مولوی عبدالرحمان صاحب نے بڑی عقیدت سے گورو مہاراج کی دو بیڑیں جن پر قیمتی رومال اور ہار ڈالے ہوئے تھے پیش کئے جو تانگوں میں بڑی عقیدت سے رکھی گئیں۔ بعد میں ایک جلوس کی شکل میں جس میں ساٹھ ستر کے قریب احمدیہ جماعت کے افراد شامل تھے۔ کچھ پیدل اور کچھ تانگوں میں گوردوارہ شہید گنج کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ست سری اکال کے جیکارے بُلائے گئے۔ گوردوارہ شہید گنج کے دروازے پر سردار گوردیال سنگھ پریذیڈنٹ سنگھ سبھا اور جناب گیانی لابھ سنگھ جنرل سیکرٹری سنگھ سبھا نے گورو مہاراج اور احمدی بھائیوں کا سواگت کیا اس کے بعد گوردوارے میں گیانی لابھ سنگھ نے ماگھی کے تہوار کے متعلق سکھ اتہاس پر روشنی ڈالی اور کہا کہ جس طرح یہ تہوار ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑنے اور ٹوٹی ہوئی گانٹھنے کے لئے منایا جانا چاہیئے ہمیں خوشی ہے کہ سکھ روایات کے مطابق ٹھیک اسی طرح احمدی بھائیوں نے محبت اور پریم کا ایک تازہ موقعہ پیدا کیا ہے۔ اور ہمیں ان کے متعلق غلط فہمی تھی۔ لیکن ان کا سالانہ جلسہ سننے اور حالات معلوم کرنے سے ان کی محبت۔ پریم اور رواداری کا علم ہوا ہے۔ خاص طور پر جن مشکلات سے گورو گرنتھ صاحب کی دو بیڑیں پاکستان سے منگوا کر دی ہیں۔ وہ اُن کی محبت اور پریم کا زندہ ثبوت ہے اور ہمیں امید ہے کہ احمدی بھائی اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے اور بھی بہت سی بیڑیں پاکستان سے منگوا کر دیں گے۔ اور محبت کے اس بندھن کو اور بھی مضبوط کریں گے (باقی صفحہ ۲ کالم ۱)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی

صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ مبارکہ ۴ فروری - حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو پاؤں میں درد نقرس کی تکلیف ہے۔ احباب اپنے مقدس آقا کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامرانی کے لئے مسلسل دعائیں فرماتے رہیں۔

احمدیہ جماعت کی صلح کل رواداری (بقیہ ص۱)

اس کے جواب میں احمدیہ جماعت کی طرف سے حکیم خلیل احمد نے وعدہ کیا۔ کہ وہ اور بھی نسخے منگوا کر دیں گے۔ سردار گوردیال سنگھ پریذیڈنٹ سنگھ سبھا نے بھی احمدیت سے تعلق رکھنے والے بھائیوں کے پریم اور اُن کی طرف سے سکھوں کے ساتھ اچھے سلوک کی سراہنا کی۔ آپ نے کہا کہ واقعی انکا یہ تہوار تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے اپنے اندر ایک شاندار اتہاسک کارنامہ رکھتا ہے۔ اسی تہوار پر دسم پاتشاہ شری گورو گوبند سنگھ جی نے بدمعوے کا وہ کاغذ پھاڑ کر اُن چالیس سکھوں کو بخش دیا تھا۔ جو کسی وقت کھیک سے لاچار ہو کر اُن سکھوں نے گورو جی کو دیا تھا۔ آپ نے کہا کہ ہمارا یہ پریم اور بھی زیادہ ہونا چاہیئے۔" منقد

جماعت ہائے احمدیہ اور بچوں کی تعلیم!

قبل ازیں بھی یہ اعلان نظارت ہذا کی طرف سے اخبار بدر میں شائع کیا گیا تھا۔ اب اس کو دوبارہ شائع کیا جاتا ہے۔

اگر قوم اور جماعت کو عمارت سے تشبیہہ دی جائے تو اس قوم یا جماعت کے بچے یقیناً اس عمارت کی بنیاد ہوں گے۔ اور چونکہ عمارت کی پختگی کا دارو مدار کلی طور پر بنیاد کی مضبوطی اور پختگی پر ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ بنیاد تیار کرتے وقت خاص طور پر اس کی نگرانی کی جائے۔ اور اسے زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ ہماری جماعت جو کہ خالصتاً ایک مذہبی اور تبلیغی جماعت ہے۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا ان کے بچپن ہی سے ایسے رنگ میں انتظام کریں کہ وہ نہ صرف خود جماعت کی تعلیم و عقائد سے واقف ہو جائیں۔ بلکہ اپنے ماحول پر بھی اچھا اثر ڈال سکیں۔ اور یہ کام معمولی نہیں بلکہ ایک توجہ اور اہتمام چاہتا ہے۔ اور جب تک ہماری جماعت کا ہر فرد اس ضرورت کو محسوس نہ کرے یہ کام اپنی تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔

نظارت ہذا جماعت ہائے ہند کے پراونشل امراء، مقامی امراء و پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان تعلیم و تربیت سے توقع رکھتی ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں اور اپنے اپنے دائرہ اختیار میں انفرادی اور اجتماعی طور پر کوشش کریں گے کہ ہماری جماعت کا کوئی بچہ نہ صرف یہ کہ ناخواندہ نہ رہے بلکہ وہ اپنی جماعت کی تعلیم سے کماحقہٗ واقف ہو جائے۔ سیکرٹریان تعلیم کا یہ فرض ہے کہ وہ مقامی امراء کا تعاون حاصل کر کے جلد انتظام کریں اور اپنی کوششوں کے نتائج سے نظارت ہذا کو مطلع کریں۔ جو جماعتیں اس کام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گی ان کے ناموں کی فہرست سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائی جائیں گی۔ اگر اس انتظام میں کسی قسم کی دقت پیش آئے تو انشاء اللہ العزیز نظارت ہذا ہر ممکن تعاون کے لئے تیار ہے۔

نوٹ:- چاہیئے تو یہ تھا کہ جماعتیں پہلی تحریک پر ہی اس طرف توجہ کر لیتیں مگر افسوس کہ کسی جماعت کی طرف سے ایسی کوئی رپورٹ تاحال موصول نہیں ہوئی۔ احباب کو جلد اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔

۲۰ فروری یوم مصلح موعود

اس روز

تمام جماعتوں میں تبلیغی جلسے منعقد کئے جائیں پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر اس

عظیم الشان

نشان کے متعلق زیادہ سے زیادہ لوگوں کو باخبر کیا جائے۔

حتیٰ کہ

ہر جلسہ بجائے خود پیشگوئی مصلح موعود کی صداقت کا

زندہ نشان

بن جائے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

رپورٹ ہائے تعلیم و تربیت ماہوار

قبل ازیں بذریعہ خطوط براہ راست سیکرٹریان تعلیم و تربیت اور بذریعہ اخبار بدر جملہ صدر صاحبان، پراونشل امراء، اور مبلغین کو مطلع کیا گیا تھا۔ کہ ان کی طرف سے ماہوار رپورٹیں تعلیم و تربیت کی موصول نہیں ہو رہیں۔ جن سے جماعتوں کے حالات کا اندازہ کیا جائے مگر افسوس کہ سوائے چند ایک جماعتوں کے باقی جماعتوں نے قطعاً اس طرف کوئی توجہ نہیں دی اور اپنے فرائض کو ادا نہیں کیا۔ اب بذریعہ اعلان ہذا جماعتوں کو آخری اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ باقاعدہ ماہوار رپورٹیں نظارت تعلیم و تربیت میں بھجوایا کریں۔ جن جماعتوں کی طرف سے ماہ جنوری ۱۹۵۲ء کی رپورٹیں نہیں آئیں گی۔ ان کا معاملہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی وساطت سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوایا جائے گا۔ جملہ سیکرٹریان تعلیم و تربیت و صدر صاحبان۔ پراونشل امراء۔ دیہاتی مبلغین اور رئیس التبلیغ صاحبان توجہ فرمائیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

سال بھر تبلیغ

بڑی بڑی لائبریریوں اور پبلک ریڈنگ رومز میں تبلیغی اغراض کے پیش نظر اخبار بدر جاری کئے جا رہے ہیں۔ آپ کو خدا نے مالی وسعت دے رکھی ہے صرف چھ روپیہ سالانہ کے ساتھ ایک اخبار کے ذریعہ سال بھر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ثواب حاصل کریں۔ سلسلہ کو ایسے مخلصین کے تعاون کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

خطبہ جمعہ

ہمارے سب کام خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے ہر تغیر میں ہمیں اسی کا ہاتھ نمایاں نظر آتا ہے

نئے سال کے متعلق اہم ہدایات

سات روزے رکھو اور خصوصیت سے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ جماعت کو ان فتنوں کے ضرر سے بچائے جماعت کے مختلف گروہوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بناؤ

افراد کی تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ کرو

از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ
فرمودہ ۲ رجنوری ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ
خطبہ نویس: مکرم سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:—

آج ۱۹۵۳ء کا پہلا جمعہ ہے

۱۹۵۲ء جماعت احمدیہ کی تاریخ کے اہم سالوں میں سے ایک ہے۔ جس میں جماعت نے مظلومیت کا کمال نمونہ دکھایا۔ اور اس کے مخالفوں نے خصوصاً احراریوں نے ظلم کا کمال نمونہ دکھایا۔ مگر وہ سال بھی گذر گیا۔ مظالم کی بہت سی رویں جو اٹھی تھیں۔ وہ بھی گذر گئیں۔ مظلومیت کی جو حالت جماعت پر آئی تھی۔ وہ بھی گذر گئی جماعت احمدیہ بھی دنیا میں اسی طرح موجود ہے جس طرح پہلے موجود تھی۔ احرار کا گروہ بھی کسی نہ کسی شکل میں دنیا میں موجود ہے۔ لیکن اب نہ تو احرار کی وہ حالت ہے جس حالت میں وہ ۱۹۵۲ء کے وسط میں تھے۔ یعنی ان کی طاقت مختلف لحاظ سے گر چکی ہے۔ اور نہ احمدی اس حالت میں ہیں۔ جو ۱۹۵۲ء کے وسط میں ان کی تھی۔ ان کی طاقت کئی لحاظ سے بڑھ چکی ہے۔ پس ۱۹۵۲ء کا سال

جماعت احمدیہ کیلئے مظالم کا سال

تھا۔ ۱۹۵۲ء کا سال جماعت احمدیہ کے لئے سختیوں کا سال تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل بھی ہم نے ۱۹۵۲ء میں جس طرح دیکھے ہیں۔ وہ دوسری قوموں کو نصیب نہیں ہوئے۔ وسط ۱۹۵۲ء میں جماعت احمدیہ پر ایسا زمانہ بھی آیا۔ جب عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا۔ کہ یہ جماعت جلد ختم کردی جائے گی۔ اس مسجد میں اور اسی جگہ کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے میں نے کہا تھا۔ کہ تم میں سے بہت سے لوگ اس مخالفت کی وجہ سے ڈر رہے ہیں۔ کانپ رہے ہیں۔ لیکن میں تمہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب سختیوں کے زمانے جا رہے ہیں۔ اور اب یہ مخالفت کمزور پڑتی جائیگی۔ میرے خطبات الفضل میں سے نکال کر دیکھ لو۔ وہاں میرے یہ الفاظ موجود ہیں۔ چنانچہ چند ہفتہ کے اندر اندر خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ مخالفت کی دھار کند ہو کر رہ گئی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مخالفت کی اب کوئی کھڑکی کھلی نہیں۔ ابھی مخالفت کی کئی کھڑکیاں ہیں جو کھلی ہیں۔

دشمن کے کئی حملے

ہیں جو ابھی باقی ہیں۔ لیکن سوال تو موجودہ وقت کی حالت کا ہوتا ہے۔ ایک شخص سمندر میں کودتا ہے۔ اور پانی کی ایک لہر اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ تو اسے اس چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہ پانی کی کوئی اور لہر بھی ہے یا نہیں۔ اس کی غرض صرف اس لہر سے ہوتی ہے جس نے اسے ڈھانپ لیا ہے۔ پھر اور لہر آتی ہے۔ وہ ہٹ جاتی ہے تو اور لہر آتی ہے۔ پس بجائے اس کے کہ میں کہوں کہ مخالفت کی کوئی رو باقی نہ رہے میں یہ کہوں گا کہ ابھی مخالفت کی اور رویں باقی ہیں میری زبان پر یہ لفظ آتے آتے رک گئے ہیں۔ کہ خدا کرے۔ اب یہ مخالفت بالکل ختم ہو جائے کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے بتا دیا تھا۔ جماعت کو تھپیڑوں کی ضرورت ہے۔ ہماری اصل غرض تو اصلاح سے ہے۔ اگر جماعت کی اصلاح تھپیڑوں سے ہو۔ تو کبھی کوئی شخص یہ نہیں کہے گا۔ کہ جماعت کو تھپیڑے نہ لگیں جب جماعت اس حد تک پہنچ جائے گی۔ کہ اس کی اصلاح کے لئے تھپیڑوں کی ضرورت نہ ہو تو اس وقت جماعت کے ذمہ دار لوگوں کا حق ہے کہ وہ دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جماعت کو اور تھپیڑے نہ لگیں۔ لیکن جب

جماعت کی بیداری

کی یہی ایک صورت ہو کہ اسے تھپیڑے لگیں۔ تو کوئی خیر خواہ ایسا نہیں ہوگا۔ جو یہ دعا کرے۔ کہ جماعت کو آئندہ تھپیڑے نہ لگیں۔ وہ اس چیز کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرے گا۔ کہ خدا تعالیٰ شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ وہ اپنی شرارتوں سے باز آجائیں باقی یہ کہ جماعت آئندہ تھپیڑوں سے بچ جائے۔ اس قسم کی دعائیں کوئی خیر خواہ نہیں کر سکتا۔ یہ دعا اس وقت ہو سکتی ہے۔ جب یہ یقین ہو جائے کہ آئندہ روحانیت میں ترقی کرنے کے لئے کسی تھپیڑے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ خیر خواہ سے خیر خواہ انسان منہ سے بے شک کہے گا۔ کہ خدایا جماعت خطرات سے محفوظ رہے۔ لیکن دل میں وہ ضرور یہ کہے گا کہ خدایا تھوڑے سے تھپیڑے اور خدایا تھوڑے سے تھپیڑے اور تا جماعت کی درستی ہو جائے۔ اب میں

نئے سال کے متعلق بعض باتیں

کہنی چاہتا ہوں۔ میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہ اعلان کیا تھا۔ کہ ۱۹۵۳ء کے شروع میں سات روزے رکھے جائیں۔ اور یہ روزے ہر پیر کے روز رکھے جائیں۔ اس طرح پہلا روزہ ۵ رجنوری کو ہوگا آج جمعہ ہے۔ اور دو جنوری ہے۔ کل ہفتہ ہے اور پرسوں اتوار۔ اترسوں سوموار ہوگا۔ اور اسی دن پہلا روزہ ہوگا۔ ہر احمدی جو تندرست ہے اور طاقت در ہے وہ یہ

سات روزے

رکھے اور دعا کرے کہ خدا تعالیٰ جماعت کو ان فتنوں کے ضرر سے بچائے رکھے۔ اس کی ترقی کے سامان پیدا کرے۔ اور یا ظالموں کے ہاتھ کو روک لے یا ہمیں اس صبر کی توفیق بخشے جو مومن کا حصہ ہوتا ہے اور ہماری کوششوں کے وہ ثمرات پیدا کرے جو قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ روزے پانچ۔ بارہ۔ انیس۔ چھبیس جنوری اور ۲۔ ۹۔ ۱۶ فروری کو ہونگے جن کے رمضان کے روزوں سے کچھ باقی ہوں وہ حسب طریق سابق ان روزوں کو ان بقیہ روزوں کی جگہ رکھ سکتے ہیں۔ باقی جماعت بطور نفل کے رکھے۔ الفضل میں آج اعلان شائع ہوا ہے لیکن غلطی سے ۱-۱۲-۱۹ فروری شائع ہو گیا ہے۔ مگر یہ کتابت کی غلطی ہے۔ حساباً ۱۹ رفروری کو سوموار نہیں آتا۔ یہ دراصل ۹ رفروری ہے جو ۱۹ رفروری ہو گئی ہے۔ تاہم کئی سادہ لوح ایسے ہوتے ہیں۔ جو صرف الفاظ کو دیکھتے ہیں۔ ان پر غور نہیں کرتے۔ پس یہ ۱۹ فروری نہیں بلکہ ۹ رفروری ہے۔ پس ایک تو میں

یہ نصیحت کرتا ہوں

کہ جماعت کے دوست یہ سات نفلی روزے رکھیں اور جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ دوستوں کو ہر جگہ ان روزوں کے متعلق یاددہانی کراتی رہیں۔ نفلی روزے سفر میں بھی جائز ہیں۔ اس لئے جن کو طاقت ہو جو لوگ تندرست ہوں وہ سفر میں بھی یہ روزے رکھیں۔ بیمار یہ روزے نہ رکھیں۔ کیونکہ بیمار پر کوئی روزہ نہیں خدا تعالیٰ نے اپنے روزے بھی ان کے لئے معاف کر دیئے ہیں تو ہم کون ہیں جو انہیں نفلی روزے رکھنے پر مجبور کریں۔ پس جو بیمار اور بوڑھے ہیں۔ اور روزے نہیں رکھ سکتے ان پر نہ رمضان کے روزے ہیں اور نہ نفلی روزے لیکن جو طاقتور ہیں تندرست ہیں۔ ان کے لئے سفر میں رمضان کے روزے جائز نہیں نفلی روزے جائز ہیں۔ کیونکہ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جب مسافر کے لئے فرضی روزے منع ہو گئے۔ تو بھی بعض صحابہ سفر اور لڑائیوں میں نفلی روزے رکھ لیتے تھے! ان ایام کو خصوصیت کے ساتھ دعاؤں میں گذارو۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ

ہمارے سب کام خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے

ہر تغیر جو ہمیں نظر آتا ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ نمایاں نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس ہاتھ کو دیکھتے ہوئے تردد اور شک کرنا نہایت خطرناک بیماری کی علامت ہے۔ جب سورج نکلا ہوا ہو۔ تو صرف وہی لوگ اُسے نہیں دیکھتے جن کی بینائی جاتی رہی ہو۔ اسی طرح عقلمند انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو دیکھنے کے بعد شک اور تردد میں نہیں رہتا یہی وہ امتیاز ہے۔ جو

ہماری جماعت

اور دوسری قوموں میں پایا جاتا ہے ہماری جماعت

نے خدا تعالےٰ کے تازہ تازہ نشانات دیکھے ہیں۔ لیکن دوسری قوموں کو خدا تعالےٰ کے نشانات دیکھے بہت دیر ہو چکی ہے۔ وہ ظاہری طور پر تو خدا تعالےٰ کی قدرت کی قائل ہیں لیکن دل سے اس کی قائل نہیں۔ وہ دل میں یہ سمجھتی ہیں۔ کہ اگرچہ خدا تعالےٰ کا وجود ہے۔ لیکن اب وہ بیکار بیٹھا ہے۔ اسے کسی کام میں دخل حاصل نہیں۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہے

کہ نہ وہ پہلے بیکار تھا۔ اور نہ اب بیکار ہے۔ وہ کبھی قدرت عامہ سے کام چلاتا ہے۔ اور کبھی قدرت خاصہ سے کام لیتا ہے۔ مثلاً نالے ہیں۔ دریا ہیں۔ ان میں ہر وقت پانی بہتا رہتا ہے لیکن ان دریاؤں اور نالوں کی وجہ سے یہ نہیں ہوتا۔ کہ بارش نہ ہو بارش بھی ہوتی ہے۔ اور نالے اور دریا بھی بہتے ہیں۔ دریاؤں اور نالوں میں پانی چلتا ہے۔ تو یہ اس کی قدرت عامہ کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ اور بارش ہوتی ہے تو یہ اس کی قدرت خاصہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بارش کا فیضان عام ہے۔ دریاؤں کا فیضان عام نہیں۔ بارش ہر ذرہ ذرہ کو سیراب کر دیتی ہے۔ دریاؤں کے ذریعہ سے ہر ذرہ ذرہ سیراب نہیں ہوتا لیکن یہ ضرور ہے کہ بارش کبھی کبھی آتی ہے۔ اور دریا اور نالے ہر وقت بہتے رہتے ہیں۔

دوسری چیز جو نہایت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے اس سال جماعت کے مختلف گروہوں کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے غور و فکر کرنا ہے میں نے پچھلے سال بھی

اقتصادی حالت کو درست کرنیکے متعلق

ہدایات دی تھیں لیکن افسوس ہے کہ نظارت امور عامہ نے اس بارہ میں کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ میں نے خطبات جمعہ میں اس بات کا ذکر کیا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناظر صاحب امور عامہ یا تو نمازوں میں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں۔ تو خطبات میں سوئے رہتے ہیں کیونکہ اگر وہ مسجد میں آتے۔ اور خطبات سنتے۔ تو وہ اس بارہ میں کوئی نہ کوئی قدم ضرور اٹھاتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو نماز جمعہ ان کے لئے ضروری نہیں۔ اور یا وہ مسجد میں آتے ہیں۔ تو ان پر نیند غالب آجاتی ہے۔ اور خطیب کے خطبہ کا انہیں پتہ نہیں لگتا۔ یونہی مسجد میں چلے آئے۔ اور واپس چلے گئے۔ لیکن اس دفعہ انہیں سونے نہیں دیا جائے گا۔ ان کی نیند کو دور کرنے کے جتنے بھی علاج ہیں۔ وہ کئے جائیں گے۔ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ وہ فوراً جماعتوں کو منظم کرتے۔ جماعت کے احباب سے تبادلۂ خیالات کرتے۔ اور کمیٹیاں بنانے کا کام کرتے لیکن افسوس کہ انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ انہیں

فوراً کام شروع کر دینا چاہیئے

وہ یہ خیال نہ کریں۔ کہ ایک ماہ تک جلسہ کی تکان دور ہو گی۔ ایک ماہ سوچنے میں لگ جائے گا۔ ایک ماہ کسی نتیجہ پر پہنچنے میں لگ جائے گا۔ ایک ماہ کوئی جواب آنے میں لگ جائے گا۔ اس کے بعد کمیٹیوں کے متعلق غور کرنے میں ایک ماہ لگ جائے گا۔ چھ سات ماہ گزرنے کے بعد وہ یہ خیال کریں گے۔ کہ اب تو سال ختم ہو گیا ہے۔ اب اگلے سال کام کریں گے۔ اب تک اُن کا یہی طریق رہا ہے لیکن یہ طریق نہایت ناجائز ہے۔ اور ایسا کرنا جماعت سے غداری کرنا ہے۔ کوئی مومن ایسا کام نہیں کر سکتا اگر ایسا ہو تو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ پس ناظر صاحب امور عامہ ابھی سے کام شروع کر دیں۔ ان کا فرض تھا کہ وہ یکم جنوری سے کام شروع کر دیتے۔ لیکن انہوں نے ابھی تک کام شروع نہیں کیا۔ وہ اس خطبہ کے بعد یہ کام فوراً شروع کر دیں۔

ہم نے اس اعلان کے مطابق اس سال زمینداروں میں تنظیم پیدا کرنی اور ان کی اقتصادی حالت کو درست کرنا ہے۔ ہم نے اس سال پیشہ وروں یعنی لوہار، نجار، معمار وغیرہ میں تنظیم پیدا کرنی اور ان کی اقتصادی حالت کو درست کرنا ہے۔ ہم نے اس سال فن کار پیشہ وروں یعنی ڈاکٹروں، وکیلوں وغیرہ کی تنظیم کرنی اور ان کی اقتصادی حالت کو درست کرنا ہے۔ ہم نے اس سال تاجروں کی تنظیم کرنی اور ان کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے متعلق غور و فکر کرنا ہے۔ ہم نے اس سال طالب علموں کی تنظیم کرنی ہے۔ گویا اس سال ہم نے ان پانچوں گروہوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دینی ہے اُن کے کام میں زیادہ سے زیادہ وسعت پیدا کرنی ہے۔ اور انہیں جماعتی رنگ میں مفید بنانے کے متعلق تجاویز سوچنی ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا ہے۔

تیسری بات

جس پر ہم نے اس سال زور دینا ہے۔ وہ تعلق باللہ ہے۔ اور تعلق باللہ تربیت صحیحہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ حقیقی تربیت سے ہی خدا تعالےٰ ملتا ہے سو ہم نے اس سال خصوصیت کے ساتھ تربیت کی طرف توجہ کرنی ہے۔ میں پہلے مقامی انجمن کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ مقامی طور پر ہماری کوئی تنظیم نہیں۔ ہمیں اصلاح احوال کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو اصلاح دو طرح ہو سکتی ہے۔ اصلاح یا تو محبت کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اور یا سختی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مقامی کارکنوں کی ان دونوں ذرائع کی طرف توجہ نہیں۔ اگر یہ چیز ثابت ہو جائے۔ کہ یہاں کوئی جھوٹ بولنے والا نہیں۔ یہاں کوئی چوری کرنے والا نہیں۔ یہاں کوئی سودے میں ملاوٹ کرنے والا نہیں۔ یہاں کوئی مہنگے داموں سودا بیچنے والا نہیں۔ تب تو میں مان لوں گا۔ کہ یہاں کے کارکنوں کو

جماعت کی تربیت

کرنے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کا یہاں کوئی کام نہیں لیکن اگر ربوہ میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو جھوٹ بول لیتے ہیں۔ اگر ربوہ میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو سودے میں ملاوٹ کر لیتے ہیں۔ اگر ربوہ میں بھی ایسے تاجر موجود ہیں۔ جو امور عامہ سے ایک بھاؤ کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اور بیچتے کسی اور بھاؤ پر ہیں۔ یا وہ امور عامہ سے کہتے ہیں۔ ہم اس بھاؤ پر سوکھی لکڑی بیچیں گے۔ لیکن وہ بیچتے گیلی لکڑی ہیں نظارت امور عامہ دودھ کا جو بھاؤ مقرر کرتی ہے وہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس بھاؤ پر دودھ بیچنے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن بیچتے کسی اور بھاؤ ہیں۔ اگر ایسے لوگ ربوہ میں موجود ہیں۔ تو یقیناً مقامی انجمن کے کارکنوں کو ان کی تربیت کی ضرورت ہے۔ کیا یہ لوگ ان کے لئے خدا ہیں۔ کہ وہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ اگر ایسے لوگ یہاں سے چلے جائیں۔ تو ہمیں کونسا گھاٹا پڑ جائے گا۔ اور اگر ایسے لوگ یہاں آجائیں تو کونسا ہمیں نفع ہو گا۔ یہ لوگ پہلے سے موجود تھے۔ پھر بھی خدا تعالےٰ نے سلسلہ احمدیہ کو قائم کیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ

خدا تعالےٰ یہ چاہتا ہے

کہ ایسے لوگ موجود نہ رہیں۔ اگر وہ چاہتا کہ ایسے لوگ موجود رہیں تو اسے ایک الگ سلسلہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم پر اگر کوئی شخص یہ سوال کرتا ہے۔ کہ الگ جماعت بنانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ تو ہم یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ ایک خالص جماعت بنانا چاہتا تھا۔ عوام ناخالص تھے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے خالصوں کو الگ کر لیا۔ اگر ہم نے جماعت سے ناخالصوں کو نہیں نکالنا تھا۔ تو خدا تعالےٰ کو یہ تدبیر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے اس جماعت کو علیحدہ کھڑا کر کے دنیا میں کیوں فتنہ پیدا کیا۔

اللہ تعالےٰ کی سکیم

یہ تھی کہ خالصوں کو الگ کیا جائے۔ اور یہ سکیم دو طرح سے جاری ہو سکتی تھی۔ یا تو ناخالصوں میں سے خالصوں کو علیحدہ کیا جاتا۔ اور یا خالصوں میں سے ناخالصوں کو علیحدہ کیا جاتا۔ خدا تعالےٰ نے اس سکیم کو جاری کیا۔ اور اس نے ناخالصوں میں سے خالصوں کو علیحدہ کر کے ایک جماعت بنا دی۔ اب اگر اس جماعت میں ناخالص مل گئے ہیں۔ تو ہمیں دوسرے طریق پر عمل کرنا چاہیئے۔ یعنی خالصوں میں سے ناخالصوں کو علیحدہ کرنا چاہیئے۔ اس کے بغیر ہمارے لئے کوئی چارہ نہیں۔ لیکن کارکن اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر خالصوں میں کچھ لوگ ناخالص مل گئے ہیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ دنیا میں اگر اخلاق بگڑتے ہیں۔ اگر لفتنہ بگڑتا ہے تو ان کارکنوں کا کیا نقصان ہے۔ نقصان تو خدا تعالےٰ کا ہے۔ جس نے دنیا میں اپنا مامور بھیجا۔ اور فتنوں کا سامان کیا۔ تا خالص لوگ الگ ہو جائیں۔ اگر اس نے پہلے یہ تدبیر اختیار کی تھی۔ تو اب بھی وہ خالصوں میں سے ناخالصوں کو الگ کرے گا تم چودھری کون ہو۔ اگر یہ

خدا تعالےٰ کا سلسلہ ہے

تو اگر یہ الفاظ خدا تعالےٰ کے لئے استعمال کرنے درست ہو سکتے تو میں کہتا کہ وہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر بھی اس کو پاک و صاف کرے گا۔ تم لوگ خدا تعالےٰ کے قائمقام بن گئے ہو۔ تمہارا کام تھا کہ تم تربیت کی طرف توجہ کرتے لیکن تم نے اسے تباہ کر دیا۔ اور خالص اور ناخالص مخلوط ہو گئے ہیں۔ تو یا خالصوں کو ناخالصوں سے علیحدہ کر دینا چاہیئے تھا۔ اور یا ناخالصوں کو خالصوں سے علیحدہ کر دینا چاہیئے تھا۔ پہلے چونکہ ناخالص زیادہ تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے خالصوں کو ناخالصوں سے علیحدہ کر لیا۔ اب چونکہ خالص زیادہ ہیں۔ اس لئے ناخالصوں کو خالصوں سے علیحدہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ زیادہ چیز میں سے تھوڑی چیز کو نکالا جاتا ہے۔ تھوڑی چیز میں سے زیادہ چیز کو نہیں نکالا جاتا۔

فرض کرو

ایک ہزار من مٹی میں ایک من ماش مل جائیں۔ تو ایک من ماش کو ہزار من مٹی سے علیحدہ کیا جائیگا لیکن اگر ایک من ماش میں ایک پاؤ مٹی مل گئی ہو۔ تو ہم ماش میں سے مٹی کو نکالیں گے۔ کیونکہ مٹی تھوڑی ہے اور ماش زیادہ ہیں۔ اسی طرح جب ناخالص زیادہ ہوں اور خالص کم۔ تو ہم خالصوں کو ناخالصوں سے الگ کریں گے۔ اور اگر خالص زیادہ ہوں۔ اور ناخالص کم۔ تو ہم ایسی تدبیر اختیار کریں گے۔ کہ ناخالص خالصوں سے الگ ہو جائیں۔ یہ اتنی موٹی بات ہے۔ کہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ لیکن تم لوگ چودھراہٹ سنبھال لیتے ہو۔ تم خدا کے نام سے عہدے لیتے ہو۔ پھر اسی کی دشمنی کرتے ہو۔

جماعت کی تربیت کا طریق

یہی ہے۔ کہ پہلے محبت سے سمجھایا جائے۔ اور اگر کوئی محبت سے نہ سمجھے۔ تو اس پر سختی کی جائے۔ اور اسے باہر نکال دیا جائے۔ چونکہ ایک عرصہ تک خدا تعالےٰ بھی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص توبہ کرے تو تمہیں بھی اس کی توبہ مان لینی چاہیئے۔ لیکن اس سے توبہ ضرور کرانی چاہیئے۔ بے توبہ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ پس اگر کوئی شخص توبہ کرتا ہے۔ تو اس کی توبہ مان لو۔ لیکن اس سے لکھوا لو۔ کہ میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا۔ اور اگر وہ دوبارہ یہی غلطی کرتا ہے۔ اور توبہ کرتا ہے۔ تو اس کی توبہ مان لو۔ لیکن اگر وہ تیسری بار وہی غلطی کرتا ہے۔ تو اُسے کہو۔ خدا تعالےٰ تو بے انتہا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ لیکن ہم انسان ہیں۔ تم نے دو دفعہ غلطی کی۔ اور پھر توبہ کی۔ تو ہم نے تمہاری توبہ مان لی۔ لیکن چونکہ تم غلطی کرنیکے عادی ہو۔ اسلئے ہم آئندہ تمہاری توبہ نہیں مانیں گے۔ تمہارا معاملہ خدا تعالےٰ کے ساتھ

ہے۔ اس طرح لوگ اپنی اصلاح کریں گے۔ پھر مجرموں کو یہ بھی عادت ہوتی ہے کہ ان کی

جرم کرنے کی عادت

لوٹ آتی ہے۔ گورنمنٹ ایسے لوگوں کے نام لکھ لیتی ہے تا وہ دیکھیں کہ انہیں اس مرض کا دوبارہ دورہ تو نہیں ہوتا۔ اگر انہیں اس مرض کا دوبارہ دورہ ہو جائے تو وہ دوبارہ ان کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی اصلاح کی کوشش کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض توبہ کرنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو غیر مجرموں سے نیکی میں بڑھ جاتے ہیں۔ صحابہؓ سارے کے سارے تائب تھے۔ تم ان کا ایمان دیکھو اور پھر ان لوگوں کا ایمان دیکھو جو مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہو کر مسلمان کہلائے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ تائب غیر مجرموں سے ایمان میں زیادہ تھے۔ کیونکہ غیر مجرموں کا ایمان نسبی تھا۔ اور تائب ہونے والوں کا ایمان کسبی تھا۔ یہی طریق خدا تعالیٰ نے محبت پیدا کرانے کا ہے۔ پہلے لوگوں کو شرمندہ کیا جائے کہ چند پیسوں کی خاطر تم خدا تعالیٰ کو چھوڑ رہے ہو۔ اور اگر وہ محبت کے ساتھ سمجھانے کے بعد بھی اپنی اصلاح نہیں کرتے تو ان پر سختی کی جائے۔ خالی پکڑ دھکڑ اور چالان ہو جائے تو کبھی تزکیہ نفس کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ لیکن اگر پہلے محبت سے سمجھایا جائے۔ اور اگر پھر بھی ضرورت ہو تو سختی کی جائے تو اعمال اور خیالات دونوں درست ہو جائیں گے۔ یہ چار پانچ چیزیں ہیں۔ جن کی طرف ۵۲ء میں ہم نے خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی ہے۔

پھر ان

سب سے مقدم تبلیغ ہے

حکومت نے اب اعلان کیا ہے۔ کہ کوئی ملازم تبلیغ نہ کرے۔ اس لئے اب تم ہر ایک افسر کے پاس جاؤ اور اسے تبلیغ کرو۔ پہلے تو تمہیں یہ شبہ تھا کہ شاید تمہارے ملازم بھائی سے اُسے تبلیغ کی ہو۔ لیکن اب تو گورنمنٹ نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ ملازم اپنے نائب یا تعلق رکھنے والے کو تبلیغ نہ کرے۔ اب تم غیر ملازم افسروں اور دوسرے کارکنوں کو اتنی تبلیغ کرو کہ وہ لوگ گورنمنٹ کی منتیں کریں کہ یہ لوگ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے تم اس قانون کو کہ کوئی ملازم اپنے سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں خیالات کی اشاعت نہ کرے واپس لے لو۔ جہاں تک افسر کا تعلق ہے۔ صاحب افسر لوگوں کو اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے اور ہر شخص کو تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اب تو یہ ہو رہا ہے کہ ایک احمدی دوست پر اس لئے مقدمہ چلایا جا رہا ہے کہ اس نے اپنے افسر سے ایک احمدی مبلغ کو ملایا ہے۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ بجائے اس ماتحت پر مقدمہ چلانے کے اس زنخے افسر پر مقدمہ چلایا جاتا کہ وہ افسر ہوتے ہوئے اپنے ماتحت سے کیوں دب گیا۔ قانون تو یہ تھا کہ افسر اپنے ماتحت پر ناجائز دباؤ ڈال کر اپنے خیالات کی تبلیغ نہ کرے اب اگر کوئی افسر ماتحت کا دباؤ قبول کرتا ہے تو وہ افسر اس قابل ہی نہیں کہ اسے افسر رہنے دیا جائے . . . گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ایسے زنخے افسر کو فوراً باہر نکال دے۔ ایسا زنخہ افسر جو اپنے ماتحت کے ناجائز دباؤ کو قبول کرتا ہے۔ وہ افسر کس بات کا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ اس کے ماتحت پر مقدمہ چلایا جاتا اس افسر پر مقدمہ چلانا چاہیئے تھا بہر حال یہ چیز ناجائز ہے۔ اس کی اصلاح کا طریق یہ ہے کہ پہلے تو شاید اس ایک کارکن کو تبلیغ کا موقعہ ملتا تھا یا نہیں۔ اب تم چار چار اس افسر کے پاس جاؤ اسی طرح اپنے رشتہ داروں کو بھی تبلیغ کرو۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کے دوستوں میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے

رشتہ داروں کو تبلیغ

نہیں کرتے۔ وہ ان پر اتنا دباؤ نہیں ڈالتے جتنا ڈالنا چاہیئے۔ میں نے ایک دفعہ اس پر خاص زور دیا اور بعض احمدیوں نے ایسا کیا۔ چنانچہ ایک احمدی دوست نے بتایا کہ میں ایک دن اپنے رشتہ دار کے گھر میں بیٹھ گیا۔ اور اسے کہا یا تو تم مجھے اپنا ہم خیال بنا لو اور یا تم احمدی بن جاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میرے دلائل چونکہ معقول تھے وہ اس پر اثر کر گئے اور وہ احمدی ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمیں یہ سمجھا دے کہ ہم غلطی پر ہیں تو ہمیں اس کی بات ماننے میں کیا حرج ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ جماعت کے دوست دلیری سے کام نہیں لیتے۔ صاف بات ہے جس کی دلیل پکی ہوگی وہ یقیناً دوسرے شخص کو اپنی طرف مائل کرے گا۔ اگر تم اس طرح اپنے

اپنے رشتہ داروں کے پاس جاؤ

تو لاکھوں لاکھ لوگ احمدیت کی طرف متوجہ ہوں گے آگے پھر ان کے رشتہ دار ہوں گے وہ انہیں تبلیغ کریں گے۔ اور اس طرح پر یہ سلسلہ غیر معمولی وسیع ہو سکتا ہے کہ ہمارے احساس اور اندازے سے بھی بالا ہو سکتا ہے۔ (الفضل ۲۲/۱)

مبلغین کلاس کیلئے طالبعلم

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ پر موصول ہونیوالے پیغام کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے ہر صوبہ کیطرف سے کم از کم ایک ایک طالب علم قادیان بھیجا جائے۔ اور وہی صوبہ اس طالب علم کے اخراجات بھی برداشت کرے جس کا مبلغ ۳۰ روپے فی کس کا اندازہ ہے

ابھی تک صرف ۲ صوبوں کی طرف سے طالبعلم پہنچے ہیں بقیہ صوبوں کی احمدیہ جماعتوں کا بھی فرض ہے کہ اس طرف بہت جلد از جلد مبلغین کی نئی کلاس جاری کی جائے اور ہندوستان میں احمدی علماء کی قلت جلد دور ہو سکے اس نئی کلاس میں انڈر میٹرک طالبعلم لیا جائیگا (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

خطبہ جمعہ کے مطالعہ کے بعد

آپ کا فرض ہے کہ آپ نئے عزم کے ساتھ کھڑے ہوں۔ اپنی جماعت کے جمود کو دور کریں۔ اور ہر فرد کو بیدار کر کے اُسے وقت کی نزاکت سے متنبہ کریں۔ اس طرح اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے حلقہ تبلیغ کو وسیع کرنے کا ٹھوس اور نتیجہ خیز پروگرام بنائیں۔ اور اپنی

تبلیغی مساعی کی رپورٹ

باقاعدہ مرکزی دفتر میں پہنچاتے رہیں تا مرکز اس سے باخبر ہو کر صحیح راہنمائی کر سکے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منظوری انتخاب عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ ہندوستان

مجلس خدام الاحمدیہ کے عہدیداران کے انتخاب ہر سال ماہ جنوری میں ہوتے ہیں۔ اور یکم فروری سے نئے عہدیداران کام شروع کر دیتے ہیں۔ جن مجالس کی طرف سے مقامی عہدیداران کا انتخاب کر کے رپورٹیں مرکز میں موصول ہو چکی ہیں۔ محترم نائب صدر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ان کے انتخاب کی منظوری عطا فرما دی ہے۔ جو شائع کی جا رہی ہے۔ باقی مجالس جنہوں نے ابھی تک مقامی عہدیداران خدام الاحمدیہ کا انتخاب کر کے رپورٹ مرکز میں نہیں بھجوائی وہ اس طرف فوری توجہ کریں۔

نمبر شمار	نام مجالس	عہدہ	نام عہدہ دار
۱	کلکتہ	قائد	مکرم سید بدر الدین صاحب
۲	سکندر آباد (دکن)	"	مکرم سیٹھ یوسف الہ دین صاحب
۳	کینانور	"	مکرم کے سی محمود صاحب
۴	حیدر آباد (دکن)	"	مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی
۵	کرنا گاپلی	"	مکرم جناب آئی محمد کنجو صاحب
۶	بنگلور	"	مکرم بشیر احمد صاحب

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ~~~~~~ مورخہ ۷ رفروری ۱۹۵۳ء

کیا مسلمان بادشاہ بدیشی تھے؟

آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو کے زرّیں خیالات

یہ بات افسوس اور رنج کے ساتھ لکھی جاتی ہے کہ بعض تنگ نظر اخبار نویس اور ملک و قوم کے نیتا کہلانے والے آئے دن ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کے خلاف زہر چکانی کرتے رہتے ہیں کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ گذشتہ مسلمان بادشاہ ظالم جابر، متعصب اور خونخوار تھے۔ اور کبھی ان کو بدیشی اور غیر ملکی قرار دیکر ہدف طعن بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ سوائے چند مسلمان بادشاہوں کے جن کا قریبی اور وطنی تعلق ہندوستان سے باہر کسی اور ملک کے ساتھ تھا۔ باقی سب بادشاہ پورے طور پر ہندوستانی اور ملکی تھے۔ وہ ہندوستان میں ہی پیدا ہوئے۔ یہیں پر پروان چڑھے۔ ساری عمر اسی ملک میں گذاری۔ یہیں پر سلطنت کی۔ اور مرنے کے بعد اسی سرزمین میں مدفون ہوئے۔ اور یہیں پر ان کے عظیم الشان مقبرے آج بھی ان کی جلالت شان کا اظہار کر رہے ہیں۔

پھر یہی نہیں بلکہ ان ملک کے خیرخواہ بادشاہوں نے کبھی بھی یہ پسند نہیں کیا کہ ملک کی دولت اپنے ملک سے باہر جائے۔ انہوں نے ملکی ذرائع کو ترقی دے کر اور کام میں لا کر جس قدر دولت بھی پیدا کی اس کو ملک کے باشندوں کی بہبودی اور اصلاح حال کے لئے ہی خرچ کیا۔ کسی بیرونی مفاد کے لئے اس کا استعمال جائز نہ سمجھا۔

افسوس ہے کہ ہمارے بدیشی حکمرانوں (یعنی انگریزوں) نے ملک پر تسلط جمانے اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے جو غلط اور جھوٹی تاریخیں مرتب کی تھیں اب آزادی کے بعد بھی ان سے ہی خوشہ چینی کی جا رہی ہے۔ اور ملک و قوم کے نفع و نقصان کو نظر انداز کر کے اسی ڈگر پر چلا جا رہا ہے جس پر انگریزوں نے چلایا تھا۔

تعصب کے ان تاریک اور خوفناک اندھیروں میں خوش قسمتی سے کہیں کہیں رواداری اور حقیقت بینی کی شعاعیں بھی نظر آتی رہتی ہیں۔ چنانچہ آنریبل پنڈت جواہر لال صاحب نہرو اپنی مشہور تاریخی کتاب Glimpses of World History میں ابتدائی مسلمان بادشاہوں اور حملہ آوروں کے ذکر کے بعد اس موضوع پر لکھتے ہیں۔ کہ:-

"اسلام اب ہندوستان میں اجنبی اور نووارد نہ تھا۔ وہ ملک میں پورے طور پر قائم ہو چکا تھا۔ ابتدائی افغان حملہ آوروں اور خاندانِ غلاماں کے بادشاہوں کی درشتی اور سختی نرم پڑ چکی تھی۔ اور مسلمان بادشاہ اسی طرح ہندوستانی بن چکے تھے جس طرح ہندو۔ ان کا ہندوستان سے باہر کوئی تعلق نہ رہا تھا۔ بے شک مختلف ریاستوں میں جنگیں ہوتی تھیں لیکن وہ سیاسی تھیں مذہبی نہ تھیں۔ بعض دفعہ ایک مسلمان حکومت ہندو فوجیں رکھ لیتی تھی۔ اور اسی طرح ہندو حکومت مسلمان سپاہی بھرتی کر لیتی تھی۔ مسلمان بادشاہ اکثر ہندو عورتوں سے شادی کر لیتے تھے۔ اور اسی طرح وہ ہندوؤں کو وزراء اور اعلیٰ عہدہ دار مقرر کرتے تھے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں فاتح اور مفتوح یا حاکم اور محکوم کا کوئی فرق باقی نہ رہا تھا۔"

قارئین کرام پنڈت جی کی مندرجہ بالا مبنی برحقائق تحریر کو غور سے پڑھیں اور ان لوگوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیں جو محض تنگ نظری اور دشمنی کی وجہ سے مسلمان بادشاہوں کو "بدیشی" "بدیشی" کہہ کر پکارتے رہتے ہیں۔ اور ان کی تمام خوبیاں اور اچھائیاں ان کو سقم اور عیب بن کر نظر آتی رہتی ہیں۔ ان فوت شدہ لوگوں کو گالیاں دینا ان کو تو کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔ ان عیب چینیوں کے لئے بداخلاقی کا دھبہ بن کر رہ جاتا ہے۔ اور ملک کی فضا کو مسموم کر کے ملک و قوم کی ترقی میں مزید روک بنتا ہے۔

کیا یہ افسوس کی بات نہیں۔ کہ جہاں آزاد ملک اور قومیں بڑی تلاش اور کوشش سے اتحاد اور اتفاق کی راہیں اور منصوبے تلاش کرتی رہتی ہیں۔ ہمارے ملک کے بعض لوگ موجودہ وقت کی آویزشوں کو کافی نہ سمجھتے ہوئے پرانے مردے اکھیڑنے سے بھی باز نہیں آتے ان کا یہی مدعا اور مقصد ہے کہ باہمی پھوٹ اور منافرت کا بیج بویا جائے۔ خواہ آج سے ہزار سال پہلے کے کسی جھوٹے افسانے کا سہارا ہی لینا پڑے۔

کاش ہم اپنی قومی اور ملکی ہاں آزاد قوموں اور ملکوں کی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ کیونکہ ہم بھی آزادی کی نعمت حاصل کر چکے ہیں۔ اور اس کو قائم اور برقرار رکھنا ہمارا فرض ہے۔

تحریک جدید کا سالِ نو

احباب جماعت کو یہ علم ہے کہ مورخہ ۲۸ رنومبر کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے دفتر اول کے انیسویں اور دفتر دوم کے نویں سال کا آغاز فرما دیا ہے۔ یہ تحریک خدا تعالیٰ کے خاص منشا کے ماتحت اسلام کے احیاء اور احمدیت کی ترقی کے لئے جاری کی گئی ہے۔ اور اب جبکہ اس مبارک تحریک کے اجراء کو اٹھارہ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کے نیک و وسیع اثرات اور نتائج نہ صرف احباب جماعت کے سامنے ہیں۔ بلکہ غیر بھی ان کو مشاہدہ کر رہے ہیں۔

یہی وہ تحریک ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۳۴ء کے فتنہ احرار اور اس کے بعد کے بہت سے فتنوں کو ختم کرنے کا سبب بنی۔ اسی سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی مقدس جماعت کے کام کی اشاعت وسیع دنیا کے کناروں تک ہوئی۔ ہاں یہی وہ مبارک تحریک ہے۔ جس سے مخلصین جماعت کو فرضی مالی قربانی کے علاوہ طوعی قربانی کرنے اور خدا تعالیٰ کا خاص قرب حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ اور ان کو روحانی اعتبار سے پنجہزاری فوج میں شمولیت کا اعزاز حاصل ہوا۔

بے شک دنیا کی اقتصادی حالت ایک عرصہ سے بعض وجوہات کی بنا پر خراب چلی آتی ہے۔ اور موجودہ حالات میں مالی قربانی مشکل نظر آتی ہے لیکن سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"حقیقی مومن وہی ہے۔ جو مصائب اور مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی سے دریغ نہیں کرتا۔ خواہ اس کے سامنے کیسی ہی مشکل ہو"

پس بے شک مشکلات بہت ہیں۔ اور پریشانیاں چاروں طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ سے اجر عظیم حاصل کرنے کا بھی یہی وقت ہے۔ اور پھر اگر تحریک جدید کے مالی مطالبات کے علاوہ دوسرے مطالبات پر بھی پورے طور پر عمل کیا جائے۔ اور سادہ زندگی بسر کی جائے ایک کھانا کھایا جائے۔ سادہ کپڑے استعمال کئے جائیں۔ زیور کم سے کم بنوائے جائیں سینما اور سرکس وغیرہ بالکل نہ دیکھے جائیں۔ تو اقتصادی پریشانی سے بچتے ہوئے بھی مالی جہاد میں شرکت کی جا سکتی ہے۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر قسم کی قربانی پیش کر کے خدا تعالیٰ کی رضاء حاصل کر سکیں۔

وکیل المال ثانی تحریک جدید قادیان کی طرف سے تمام جماعتہائے ہندوستان کی خدمت میں چندہ تحریک جدید کے فارم بھجوائے جا چکے ہیں۔ تمام احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اولین فرصت میں اپنے وعدے لکھوائیں۔ اور پھر ان کو میعاد کے اندر پورے کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

یادِ رفتگان

از جناب قاضی اکمل صاحب

منشی کرم علی صاحب کاتب ۱۵ دسمبر کو فوت ہو گئے۔ آپ ان ایام میں قادیان رہائش پذیر ہوئے جب کاتبوں کی سخت ضرورت تھی اور کوئی ٹھہرتا نہ تھا۔ ۱۹۰۲ء سے ریویو آف ریلیجنز کو لکھتے تھے۔ آپ کا خط نہایت شستہ تھا۔ آپ نے اپنے بہت سے شاگرد بنائے خصوصاً منشی محمد حسین صاحب کاتب بدر و الفضل۔ آپ خط معکوس میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ بتیقہ الوحی میں آدھ آدھ صفحے سے زیادہ پتھر پر الٹا لکھا ہوا جو چھپا ہے اور خطوط کے عکس یہ آپ ہی کے ہنر کا نتیجہ ہیں۔ آپ نے دو ہونہار بیٹوں اور ایک پوتے کی وفات کا صدمہ صبر جمیل سے سہا۔ اخیر تک خوراک پوشاک میں اپنی وضعداری قائم رکھی۔ درثمین کے اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھتے رہتے۔ احمدیہ چوک کے شرقی بالا خانہ میں رہتے تھے آخر اپنا مکان معمولی سا باہر بنا لیا۔ لکھنے سے معذور ہوئے تو چھوٹی سی دکان کر لی۔ احمدیت سے آخر تک مخلصانہ عقیدت رہی۔

قطعہ تاریخ

منشی کرم علی کہ جو کاتب تھے خوش نویس

اٹھتی ہے ان کی موت سے دل او جگر میں ٹیس

مغفور آلہی۔ اکمل مہجور نے کہی

تاریخ فوت جس کی نہ کوئی کرے گا ریس

۱۳۷۲ھ

۲۔ سید احمد نور صاحب کابلی بھی فوت ہو گئے۔ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی لاش پتھروں سے سنگساری کے بعد وہی نکال کر لائے تھے۔ مسجد مبارک کے مؤذن۔ ہاتھ سے سرمہ حمیرا پیستے رہتے اور زبان سے قرآن مجید کی تلاوت۔ ۲ بجے تہجد سے لے کر عشاء تک۔ بیماری تک دماغ میں خرابی کی وجہ سے معذور سے ہو گئے تھے۔

خصوصیت اسلام

(۲)

(تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ)

۵۔ اسلام کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اسلام کی مسلمہ الہامی کتاب قرآن مجید ایسی کتاب ہے۔ جس کی لفظی و معنوی حفاظت تک خدا نے وعدہ فرمایا ہے:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

کہ ہم نے ہی اس کتاب کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ وار ہیں۔ چنانچہ باوجود ساڑھے تیرہ سو برس گذر جانے کے یہ قرآن مجید بسم اللہ کی ب سے لے کر والناس کی س تک من و عن اسی طرح محفوظ ہے۔ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا تھا۔ اور اس کے اندر کوئی ذرہ بھر تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ نیز خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب کے حفظ کا مومنوں کے دلوں میں شوق پیدا کر کے اس کلام پاک کو سینوں میں محفوظ کرا دیا۔ اور اس کلام پاک کی معنوی حفاظت کے لئے اس اُمت میں مجددین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ قرآن مجید کی لفظی حفاظت کے بارہ میں دو مشہور مستشرقین کی رائے ملاحظہ فرمایئے:۔

۱۔ سر ولیم میور لکھتے ہیں۔

There is otherwise every security internal that we possess that text which Mohammad himself gave and used

(Life of Mohd)

۲۔ جرمن مستشرق نولڈیکی کی رائے سنیئے:۔

Efforts of European Scholars to prove the existence of later interpolations in the Quran have failed

(انسائیکلو پیڈیا)

ان دونوں شہادتوں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ہر قسم کی خارجی اور داخلی ضمانت اسبارہ میں موجود ہے۔ کہ موجودہ قرآن مجید وہی ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا تھا۔ اور یورپین علماء کی یہ کوشش کہ وہ قرآن مجید میں کوئی تحریف ثابت کریں بالکل ناکام رہی ہے۔

لیکن افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ دیگر مذاہب کی کتب مرور زمانہ کی وجہ سے تحریف و تبدل سے محفوظ نہیں رہ سکیں۔ کیونکہ ان کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالےٰ نے نہیں لیا تھا۔ اس لئے جو اطمینان و تسکین قرآن مجید کے بارہ میں حاصل ہے۔ وہ کسی اور کتاب کے بارہ میں حاصل نہیں ہو سکتا۔

۶۔ اسلام کی چھٹی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اسلام کی مسلمہ الہامی کتاب قرآن مجید میں کوئی ایسا قول نہیں۔ جو خدا کے فعل کے مخالف ہو۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے قول و فعل میں پوری پوری مطابقت ہے۔ اس کو دوسرے لفظوں میں یوں بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ کہ مذہب خدا کا قول ہے۔ اور سائنس خدا کا فعل ہے۔ قرآن مجید کے بیان کردہ اصول سائنس کے ہرگز مخالف و متضاد نہیں۔ یعنی مذہب و سائنس میں کوئی تضاد نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی یہ تحدی ہے۔ کہ تاریخی اعتبار سے یا سائنس کے اعتبار سے تم جتنی چاہو تحقیق کرو مگر تم قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات یا نظریات کو غلط نہیں ثابت کر سکتے۔ گویا قرآن مجید دائمی صداقتوں پر مشتمل ہے اور فلسفہ۔ تاریخ اور سائنس کی تحقیقات اُسے باطل نہیں کر سکتیں چنانچہ فرمایا:۔

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ (حم سجدہ ع ۴)

فیھا کتب قیمۃ (سورۃ البینۃ)

۷۔ اسلام کی ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ اس کی الہامی کتاب قرآن مجید نہ صرف اخلاقی۔ روحانی تعلیم کے لحاظ سے ہی بے مثل ہے۔ بلکہ فصاحت و بلاغت نیز دلآویز طرز بیان میں بھی نظیر نہیں رکھتی۔ چنانچہ اس کا برملا تحدی سے دعوےٰ ہے کہ

قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھٰذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

یعنی اگر تمام جن و انس کے لوگ بھی مل کر کوشش کریں۔ تو ایسی کتاب بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ معجزہ ہم خود زندہ ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ایک انسان تو کیا انسانوں کی مجموعی طاقت بھی اس کا جواب نہیں لا سکتی ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اُس پہ آساں ہے

نیز قرآن مجید کی زبان عربی ایک زندہ زبان ہے۔ اور قوموں میں بولی جاتی ہے۔ بخلاف دوسری الہامی کتابوں کی زبانوں کے۔ یہ خدا کی فعلی شہادت اس امر پر ہے۔ کہ وہ قادر و توانا چاہتا ہے۔ کہ اسلام دنیا میں پھیل جائے۔ اور لوگ اس کو قبول کریں۔ کیونکہ الہامی کتاب کی زندگی زبان کی زندگی پر موقوف ہے۔ جب الہامی کتاب کی اصلی زبان کو سمجھنے والا ہی کوئی نہ ہوگا۔ تو اس کی تعلیم سے فائدہ کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ اسلام کی آٹھویں خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس کی ہمیشہ زندگی اور تجدید کا وعدہ خود خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ چنانچہ ریویو آف ریلیجنز بابت ۔۔۔ فرماتے ہیں:۔

"جس مذہب میں تجدید نہیں وہ فنا ہونے کے لئے منتظر ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پروفیسر میکس ملر سچ کہتے ہیں کہ ہر ایک مذہب جس کی بار بار تجدید نہیں ہوتی وہ خواہ کیسا ہی مقدس ہو ضرور رفتہ رفتہ تباہ ہو جاتا ہے"

کیونکہ جس طرح ایک باغ باغبان اور آب پاشی کے بغیر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مذہب بغیر انبیاء، مجددین امت اور کلام الٰہی کے ۔ ۔ نہیں رہ سکتا۔ سو اس معیار پر تمام مذاہب عالم کو دیکھتے ہیں۔ تو ویدوں کے بعد آریہ سماج کے عقائد کے مطابق کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جس نے دعوےٰ کیا ہو کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے اس باغ کی آبیاری و حفاظت کے لئے مامور ہوا ہوں۔ ایسا ہی اہل کتاب یہودی اور پھر ان کے بعد عیسائی مسیح ابن مریم علیہ السلام پر یہ سلسلہ ختم کر دیتے ہیں۔ گویا وہ اپنی زبان سے شہادت دیتے ہیں۔ کہ اب ہمارے مذہب میں زندگی نہیں۔ جسمانی ربوبیت کے لئے تو بے شک ہر زمانہ میں آسمانی پانی برسے ضرور ہے۔ مگر روحانی ربوبیت کے لئے صرف وہی پانی کافی سمجھ لیا جائے جس کے مختلف اجزاء بھی دستبرد سے محفوظ نہیں رہے۔ دیکھو کیسی خوفناک غلطی ہے۔ الحمد للہ کہ اسلام ایسی غلطیوں سے پاک ہے۔ اس میں یہ بشارت موجود ہے کہ

ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

کہ ہر صدی کے سر پر خدا کی طرف سے ایسے پاک انسان پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کریں گے۔ اور گلشن اسلام کی آبیاری کر کے اسے سرسبز و شاداب رکھیں گے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ہر صدی میں ایسے مجدد مبعوث ہوتے جنہوں نے بدعات کا قلع قمع کر کے صحیح اسلام کو قائم کیا۔ اور اسی پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود مجدد ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں۔ کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتداء سے جھوٹے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی۔ اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے۔ جس کا کوئی باغبان نہیں۔ اور جس کی آب پاشی اور صفائی کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے رفتہ رفتہ ان میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ تمام پھلدار درخت خشک ہو گئے۔ اور ان کی جگہ کانٹے دار اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں۔ اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے۔ وہ بالکل جاتی رہی۔ اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تھا۔ کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے۔ اس لئے اُس نے ہر ایک صدی پر اس باغ کی نئے سرے سے آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کوئی بندۂ خدا اصلاح کے لئے قائم ہوا۔ جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور ان کو سخت ناگوار گذرا کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو۔ جو ان کی رسم و عادات میں داخل ہو چکی ہے لیکن خدا تعالےٰ نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ اس آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کی آخری جنگ ہے۔ خدا نے چودھویں صدی اور ہزار آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پا کر پھر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ سب مذہب مر گئے۔ اور ان میں روحانیت باقی نہ رہی"

(لیکچر سیالکوٹ)

پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ

"میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ ...

علیہ وسلم۔ اس ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کرکے بھیجا ہے۔ جس کو شک ہو۔ وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اسلام کی زندگی ثابت کرالے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا۔ مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں۔ کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں۔ کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے۔ اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کرکے کہتا ہوں۔ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے۔ جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے۔ جس کے قدم پر نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آرہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے۔" (لیکچر زندہ رسول)

پس حضرت مرزا صاحب علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ مخاطبہ پاکر دین اسلام کی تجدید کی۔ نشانات ومعجزات اور پیشگوئیوں کے ذریعہ اسلام کا غلبہ دیگر ادیان پر ثابت فرمایا۔ اور آپ کا وجود باجود اس امر کی زندہ اور روشن دلیل تھا۔ کہ زندہ مذہب اسلام ہی ہے۔ کیونکہ اس کی تعلیم پر ہی عمل کرکے خدا تعالیٰ اور برکات حاصل ہوتے ہیں۔

۹۔ اسلام کی نویں خصوصیت یہ ہے

کہ وہ بین الاقوامی امن کی بنیاد ڈالتا ہے۔ مذہب اسلام خدا تعالیٰ کو رب العالمین کی حیثیت میں پیش کرتا ہے۔ انسان چونکہ جسم وروح کا مرکب ہے۔ اسلئے اس رب العالمین خدا نے دنیا کے شروع سے ہی جہاں انسان کی جسمانی ربوبیت کا انتظام فرمایا ہے۔ وہاں شروع سے ہی انسان کی روحانی ربوبیت اور روحانی ترقی کے سامان بھی پیدا فرمائے ہیں۔ اور اس روحانی ترقی کے لئے ہی الہام ووحی اور انبیاء ومرسلین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور ابتداء آفرینش سے ہی مختلف علاقوں اور مختلف قوموں میں اپنے مامور بھجوائے۔ چنانچہ فرمایا:۔

"ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر"

خدا نے ہر امت وقوم میں اپنے نذیر اور روحانی مصلح مبعوث فرما کر اپنی عالمگیر رحمت کا ثبوت دیا ہے۔ کہ وہ سب قوموں کا یکساں خدا ہے۔ اور اس کی صفت ربوبیت اور رحمانیت سب عالم پر حاوی ہے۔ اس لئے جب ہم یہ تسلیم کریں کہ ہر قوم میں خدا کے مامور اور مصلح آتے رہے ہیں۔ تو لازماً ہمیں اُن کی صداقت کا قائل ہوکر اُن کی عزت واحترام کرنی پڑتی ہے۔ اور حقیقتاً پیشوایانِ مذاہب کی عزت وتکریم ہی بین الاقوامی امن وامان کا باعث ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس قرآنی اصل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ وہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں چین میں یا کسی اور ملک میں۔ خدا نے کروڑہا دلوں میں اُن کی عزت وعظمت بٹھا دی۔ اور اُن کے مذہب کی جڑ قائم کردی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا۔ اس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔" (تحفہ قیصریہ صفحہ ۸)

پس اسی اصل کے ماتحت احمدیہ جماعت (جو حقیقی اسلام سے دنیا کو روشناس کرانے والی جماعت ہے) تمام پیشوایانِ مذاہب پر ایمان رکھتی ہے۔ اور اُن کی عزت وتکریم کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے اسی غرض کے لئے دنیا کے تمام علاقوں میں "سیرۃ پیشوایانِ مذاہب" کے جلسے بھی جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام وانتظام منعقد کئے جاتے ہیں۔ اور مختلف اخبارات ورسائل کے "پیشوایانِ مذاہب" نمبر بھی نکالے جاتے ہیں۔ پس ملک میں امن واتحاد واتفاق کا زریں اصول وہی ہے۔ جو مذہب اسلام نے پیش فرمایا ہے۔ اسلام متقی اور مومن اُس شخص کو قرار دیتا ہے۔ کہ جو اس کلام پاک پر ایمان لائے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور اس پر بھی جو اُن سے پہلے انبیاء ومرسلین پر نازل ہوا۔ اور اس پر بھی جو آپ کے بعد نازل ہوگا۔

"والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون۔" (البقرہ)

سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں یہ ربانی تعلیم موجود نہیں۔ چنانچہ آریہ حضرات صرف آریہ ورت والوں کو ہی الہام الٰہی سے مخصوص سمجھتے ہیں۔ اور اہل کتاب یہود ونصاریٰ صرف بنی اسرائیل کو۔ اور پھر کوئی بھی ان میں سے نہیں کرچہ تمام مسلمہ وراستبازوں پر ایمان لانا ضروری بتائے۔ البتہ اسلام کی تعلیم ... سے ہم انجیل۔ تورات اور وید کو کلام الٰہی مانتے ہیں۔ اور تمام نبیوں اور رشیوں کی عزت کرتے ہیں۔ البتہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ امتداد اور انقلاب زمانہ کی وجہ سے ان کتابوں میں تحریف وتبدیلی ہوگئی ہے۔ اور راستبازوں کی تعلیم حق باطل سے ملتبس ہو چکی ہے۔

۱۰۔ اسلام کی دسویں خصوصیت یہ

ہے کہ وہ موجودہ تمدنی واقتصادی مشکلات کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ اسلام ذاتی ملکیت کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے روپیہ کمانے کے جائز ذرائع کے اختیار کرنے اور انفرادی جدوجہد کی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ جہاں حصول دولت کے ذرائع کی اجازت دی۔ وہاں تقسیم دولت کے بھی بہترین اصول تجویز فرمائے ہیں۔ اور امارت وعزت کے امتیاز کو زیادہ سے زیادہ کم کردیا گیا ہے اور غرباء کو بھی اعلےٰ سوسائیٹی کا رکن بنانے کے لئے اور اُن کے جائز حقوق کی حفاظت کے لئے نہایت سہل اور عمدہ طریق بیان فرمائے ہیں۔ اسلام ہر انسان کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ اُس کے لئے کھانے۔ لباس اور مکان یعنی لازمی ضروریات زندگی کا بندوبست حکومت کی طرف سے کیا جانا چاہیئے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لیس لابن آدم حق سوی ثلاث خصال بیت یسکنہ۔ لباس یواری عورتہ وجلف الخبز والماء۔ (ترمذی)

کہ ہر ابن آدم کا یہ حق ہے۔ کہ اُس کے لئے مکان ہو جس میں وہ رہے۔ لباس ہو جس سے وہ پردہ پوشی کرلے۔ اور زندگی کے قیام کے لئے روٹی اور پانی کا انتظام ہو۔ اور دوسری طرف حکومت کا یہ فرض قرار دیتا ہے۔ کہ وہ رعایا کی جان مال اور عزت کی حفاظت کرے۔ اور ملک میں امن وامان قائم رکھے۔

اسلام نے روپیہ کو کنزر کی طرح جمع رکھنے اشیاء کے سٹور کرنے (اس نیت سے کہ بعد میں بڑھے نرخ پر ان اشیاء کو فروخت کیا جائے گا) سے منع فرمایا ہے۔ اسلام کا یہ نظریہ ہے۔ کہ دولت ایک جگہ جمع نہ ہو۔ بلکہ مختلف ہاتھوں میں چکر کھائے اور مختلف تجارتوں اور صنعتوں میں اُسے لگایا جائے۔ تاکہ غریبوں اور مزدوروں کو کام ملتا رہے۔ اسلام نے ورثہ کو تقسیم کا حکم دیا۔ اور پھر اس ورثہ کی تقسیم میں سب اولاد کو (لڑکے اور لڑکیاں) اور قریبی رشتہ داروں کو حصہ دار مقرر فرمایا۔ نہ کہ بعض قوموں کی طرح کہ صرف بڑا لڑکا وارث یا صرف لڑکے ہی وارث ہوں سود کے لینے اور دینے کو حرام قرار دیا ہے۔ ہاں اپنے غریب اور محتاج بھائیوں کی قرض حسنہ سے امداد کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ ہمدردی ومواسات کے جذبات ترقی کریں۔ ...رأس المال اور مواشی پر جانوروں اور پھلوں پر زکوٰۃ کا ٹیکس عائد کیا گیا جس کی شرح مختلف اشیاء کے اعتبار سے الگ الگ ہے۔ اور زکوٰۃ کی غرض یہ قرار دی۔ کہ

توخذ من اغنیاءھم وترد الی فقراءھم (بخاری)

کہ زکوٰۃ کا صحیح مصرف یہ ہے۔ کہ امیروں کی دولت کو کاٹ کر اسے غریبوں اور محتاجوں میں پھیلایا جائے۔ اس طرح وہ دفینے جو پرائیویٹ جگہوں سے برآمد ہوں اُن پر بھی اسلام نے ۲۰ فیصدی کا بھاری ٹیکس لگاکر غریبوں کی امداد کا رستہ کھولا ہے۔ نیز اسلام نے زکوٰۃ کے جبری ٹیکس کے علاوہ مسلمانوں کو تاکیدی احکام دیئے ہیں۔ کہ وہ اپنے مالوں میں سے غریبوں کی امداد کے لئے عام صدقہ وخیرات نکالا کریں۔ تاکہ زکوٰۃ کے علاوہ جو حکومت کے ذریعہ وصول ہوکر تقسیم ہوتی ہے۔ لوگوں کو خود انفرادی طور پر بھی اپنے غریب بھائیوں اور ہمسائیوں کی امداد کا احساس رہے اور آپس میں اخوت اور تعاون ومواسات کی روح ترقی کرے۔ پس اسلام نے جو صحیح فطرت کا مذہب ہے اپنی حکیمانہ شریعت میں کامل اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ وہ ایک طرف نہ تو کمیونزم کی طرح انسان کو انفرادی جدوجہد اور ذاتی ملکیت سے محروم کرتا ہے۔ اور نہ ہی دوسری طرف سرمایہ داری کی طرح ملک وقوم کی دولت کے چند ہاتھوں میں جمع ہونے یا ایک خاص طبقہ کی اجارہ داری بننے کا راستہ کھولتا ہے۔

۱۱۔ اسلام کی گیارہویں خصوصیت یہ ہے۔

کہ قرآن مجید میں جہاں پر روحانی۔ اخلاقی اور تمدنی احکام دیئے گئے ہیں۔ وہاں ہر حکم کی غرض وغایت اور نتیجہ وحکمت بیان کی گئی ہے۔ اسلام محض القاریٔ یا تحکم کے طور پر اپنے احکام کو ماننے کا حکم نہیں دیتا۔ بلکہ چونکہ وہ احکام ایک طرف انسانی عقل وفطرت وذوق کے مطابق ہوتے ہیں۔ دوسری طرف اپنے نیک نتائج پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن احکام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ اور یہ احکام سراسر انسان کی روحانی وجسمانی اور اخلاقی فلاح وبہبود کے لئے دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس کا عملی ثبوت خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں پایا جاتا ہے اسلام کے آنے سے قبل عرب کی کیا حالت تھی۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔

(باقی صفحہ کالم ۱ پر ملاحظہ ہو)

پاکستان میں سکھ گوردوارے اور انکی تاریخ سکھوں کی زبانی

(۲)

از جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ

ننکانہ صاحب نمبر ۲

یہ گوردوارہ پاکستان ضلع منٹگمری میں واقع ہے بابا نانک صاحب کی آمد کی وجہ سے "نانک آنا" جو بگڑ کر ننکانہ مشہور ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اس جگہ بابا نانک صاحب کی دعا سے ایک نورا نامی کوڑھی تندرست ہوگیا تھا۔ بعد صحت بابا صاحب نے اس کا نام تبدیل کر دیا۔ یعنی نورا کی جگہ نو۔ رنگا نام رکھا۔ یہ مقام قصبہ دیپالپور میں ہے جو ریلوے سٹیشن اوکاڑہ سے ۱۶ میل فاصلہ پر ہے۔ ۲۰ گھماؤں زمین اس گوردوارے کے ساتھ ہے۔ اس جگہ بھائی حضورا سنگھ کے گھر ہیرا سنگھ کی عنایت کردہ چارپائی اور ایک الماری تھی۔ جس میں گورو گرنتھ صاحب رکھا ہوا تھا (چھ ننکانے صٓ۲ و گوردھام دیدار صٓ۱۰۲)

ننکانہ صاحب نمبر ۳

یہ گوردوارہ موضع سیٹھو کے ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ اس جگہ بابا نانک صاحب اپنے ایک دوست جن کا نام بھائی رویا تھا ملنے گئے تھے لوگوں نے آپ کو مذاق کیا۔ تو بھائی رویا جی کے کہنے پر آپ نے بد دعا دی جس سے وہ گاؤں غرق ہوگیا۔ پہلے اس گاؤں کا نام بھارودال تھا۔ بعد میں سیٹھو کے نام ہوا۔ ۱۶ گھماؤں زمین اس گوردوارے کے ساتھ ہے۔ سیالکوٹ ریلوے سٹیشن سے ۱۲ میل فاصلہ پر ہے۔ (مہان کوش صٓ۱۴۷۸ ملد چھ ننکانے صٓ۲۵)

ننکانہ صاحب نمبر ۴

یہ گوردوارہ نانکا ضلع لاہور میں ہے۔ بابا نانک صاحب کنگن پور جاتے ہوئے یہاں ٹھیرے تھے۔ اس گوردوارے کے ساتھ ۳۵ گھماؤں زمین ہے۔ بیساکھی کو میلہ لگتا ہے۔ (گوردھام دیدار صٓ۲۸ چھ ننکانے صٓ۲ و گورتیرتھ سنگرہ صٓ۱۸ مصنفہ تارا سنگھ نروتم)

ننکانہ صاحب نمبر ۵

یہ گوردوارہ ضلع لاہور موضع الیدے میں واقع ہے۔ وہاں بابا نانک صاحب تشریف لے گئے تھے۔ (گورتیرتھ سنگرہ صٓ۱۸ و مہان کوش صٓ۲۸۷۵)

گوردوارہ ایمن آباد

یہ مقام پاکستان ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے ریلوے سٹیشن ایمن آباد سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس جگہ کھوہی بھائی لالو پکی صاحب روڑی صاحب یادگاریں ہیں۔ اس مقام پر بابا نانک صاحب کی بابر بادشاہ سے ملاقات ہوئی تھی اس جگہ بابا صاحب نے سوا برس تک چلہ کیا۔ (تواریخ گورو خالصہ صٓ۸۵) اور کنکروں پر بستر جمائے رکھا۔ (گورتیرتھ سنگرہ صٓ۲۷) اس شہر میں بھائی لالو کا کنواں مشہور ہے۔ جہاں پر بابا صاحب چلہ کیا کرتے تھے۔ اس گوردوارہ کا نام روڑی صاحب ہے۔ اس کے ساتھ ایک ہزار روپیہ کی سالانہ جاگیر ہے۔ اور ۹ مربعہ زمین ہے۔ بیساکھی اور کتک کی پورنماشی کو میلہ لگتا ہے (مہان کوش صٓ۳۹۵) یہ گوردوارہ سب سے پہلے محمد شاہ غازی نے بنوایا تھا۔ (گوردھام سنگرہ صٓ۲۸ مصنفہ گیان سنگھ)

اس جگہ جناب بابا نانک صاحب کو الہام ہوا اور بتایا گیا کہ مغل خاندان میں سے ایک مرد کا چیلہ پیدا ہوگا۔ جو سچا راست باز ہوگا۔ چنانچہ اصل عبارت یوں ہے:۔

تلنگ محلہ ۱

جیسی میں آوے خصم کی بانی تیسڑا کریں گیان وے لالو
پاپ کی جنج لے کابلوں دھایا جوری منگے دان وے لالو
سرم دھرم دوئے چھپ کھلوئے کوڑ پھرے پردھان وے لالو
قاضیاں باہمناں کی گل تھکی عقد پڑھے شیطان وے لالو
مسلمانیاں پڑھیں کتیباں کسٹ مینہ کریہہ خدائے وے لالو
جات سناتی ہور ہندوانیاں ایہہ بھی لیکھے لائے وے لالو
خون سوہے گادی اہے نانک رت کا کنگو پائے وے لالو
صاحب کے گن نانک گاوے ماس پوری وچ آکھ مسولا
جن اپائی رنگ روائی بیٹھا دیکھے وکھ اکیلا
سچا سو صاحب سچ تپا وس سچڑا نیاؤں کرے گم سولا
کایا کپڑ ٹک ٹک ہوسی ہندوستان سمال سے بولا
آون اٹھتر ے جاون ستانویں ہور بھی اٹھسی مرد کا چیلا
سچ کی بانی نانک آکھے سچ سنائیسی سچ کی بیلا
(راگ تلنگ محلہ ۱ صٓ۷۲۲ گرنتھ صاحب آد)

ترجمہ:۔ بابا صاحب لالو ترکھان کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں۔ جس طرح مجھے خدا (خصم) کی طرف سے الہام ہو رہا ہے اسی طرح اے لالو اس پر غور کرنا۔ بابر پاپ کی برات لے کر کابل سے آیا ہے۔ اور زبردستی دان مانگتا ہے۔ شرم اور دھرم چھپ گئے ہیں۔ جھوٹ ہی پردھان ہے قاضی اور پنڈتوں کی بات رہ گئی ہے۔ شیطان ہی عقد پڑھتا ہے۔ مسلمان عورتیں دکھی ہو کر تلاوت قرآن وغیرہ کرتی اور خدا سے دعائیں کرتی ہیں۔ اور ہندو عورتیں بھی کسی شمار میں نہیں خونی گیت گاتا ہے۔ نانک اور خون کیسر کی جگہ پڑ رہا ہے۔ نانک خدا تعالیٰ کی حمد کرتا ہوا ایمن آباد میں مسئلہ بیان کرتا ہے۔ جس خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ وہ اکیلا الگ بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے۔ وہ سچا صاحب ہے۔ اور سچی عدالت والا سچا ہی انصاف کرے گا۔ جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے۔ ہندوستان کے لوگ اس پیشگوئی کو یاد کریں گے۔ بابر کی آمد سمت ۱۵۷۸ بکرمی میں ہوئی ہے۔ اور سمت ۱۸۹۷ بکرمی میں مغل حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر اس قوم سے ایک اور مرد کا چیلہ اٹھے گا۔ نانک سچی بانی کہتا ہے۔ اور وہ سچے وقت سچ سنائیگا۔

ایمن آباد کا پہلا نام سید پور تھا۔ تواریخ گورو خالصہ کے مصنف نے لکھا ہے۔ کہ بابر کا تیسرا حملہ سمت ۱۵۷۸ بکرمی میں ہوا تھا۔ اور سمت ۱۸۹۷ بکرمی میں مغل سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ (تواریخ گورو خالصہ مصنفہ گیان سنگھ) بد کے ارتھ پرکرن کے مطابق ہوتے ہیں۔ بابر کی آمد کا ذکر ہے۔ اس لئے مرد کا چیلہ بھی بابر کی قوم سے ہی ہو سکتا ہے۔

گوردوارہ سچا سودا

یہ گوردوارہ پاکستان ضلع شیخوپورہ میں واقعہ ہے۔ اس کے متعلق سکھ تواریخ میں یوں مرقوم ہے:۔

کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کالو چند نے بابا نانک صاحب کو کچھ رقم دے کر روانہ کیا کہ اس روپیہ کی نفع مند تجارت کرو۔ آپ وہ روپیہ لے کر تجارت کے لئے نکلے۔ جب آپ چوہڑ کانہ کے جنگل میں پہنچے تو آپ کو بھوکے فقیروں کی ایک جماعت ملی۔ آپ نے یہ جان کر کہ اس سے زیادہ فائدہ مند اور کونسی تجارت ہو سکتی ہے۔ وہ تمام روپیہ فقیر کی خوراک پر صرف کر دیا۔ واپس گھر آنے پر جب اس واقعہ کی اطلاع والد صاحب کو ہوئی تو وہ بہت سخت ناراض ہوئے۔ جب یہ خبر مسلمان رائے بولار کو ہوئی۔ تو اس نے کالو چند کو بلایا اور کہا۔ مہتہ جی میں نے اتنی سے پہلے بھی آپ کو کہا ہے۔ کہ اس بچہ سے ہرگز سخت کلامی نہ کرنا اور جو نقصان یہ لڑکا کرے مجھ سے وصول کر لیا کرو۔ (تواریخ گورو خالصہ صٓ۳۷ مصنفہ گیان سنگھ و تواریخ گورو خالصہ مصنفہ پروفیسر سندر سنگھ)

گوردوارہ بابے دی بیر

یہ گوردوارہ شہر سیالکوٹ کے باہر نالہ ایک کے پاس واقع ہے۔ سکھ کہتے ہیں۔ کہ بابا نانک صاحب نے جس بیری کے درخت کے سایہ میں قیام کیا تھا وہ اب تک موجود ہے۔ دربار اور بہت سے رہائشی مکان بنے ہوئے ہیں۔ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ہے۔ اور دس مربعہ زمین اس گوردوارہ کے ساتھ علاقہ بار میں ہے۔ (گوردھام دیدار صٓ۱۰۹ و گوردھام سنگرہ صٓ۳۱)

بابے دی بیر نمبر ۲

یہ گوردوارہ ضلع سیالکوٹ تحصیل شکرگڑھ تھانہ شاہ غریب موضع ٹھا جو ریلوے سٹیشن نارووال سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے بابا نانک صاحب نے ایک بیری کے درخت کے سایہ میں قیام کیا۔ اس گوردوارہ کے ساتھ ۵۰ بیگھے زمین ہے۔ بیساکھی کو میلہ لگتا ہے۔ (مہان کوش صٓ۲۵۵۷ جلد ۴ و گوردھام دیدار صٓ۲۰۴)

گوردوارہ باؤلی صاحب سیالکوٹ

یہ گوردوارہ شہر سیالکوٹ کے قریب ہے۔ اس کے ساتھ ۲۵ گھماؤں زمین ہے۔ رہائشی مکان بھی بنے ہوئے ہیں۔ اس جگہ بابا صاحب اپنے ایک دوست بھائی مولا کھتری کو ملنے کے لئے گئے۔ مولا جی ایک کوٹھڑی میں چھپ گئے۔ بابا صاحب کے بلانے پر اس کی بیوی نے کہا کہ مولا تو گھر نہیں کہیں باہر گیا ہوا ہے۔ خدا کی مرضی کہ مولا جی کو اس کوٹھڑی میں سے سانپ نے ڈسا اور وہ وہیں مرگیا۔ بابا صاحب نے اس وقت مندرجہ ذیل شبد پڑھا۔ جو گرنتھ صاحب میں مرقوم ہے:۔

نال کراڑاں دوستی کوڑے کوڑی پائے
مرن نہ جاپے مولیا آوے کتے تھائے
(گرنتھ صاحب محلہ ۱ صٓ۱۴۱۲)

ترجمہ:۔ کراڑوں (بنیا) کے ساتھ دوستی کی بنیاد اس کے جھوٹے ہونے کی وجہ سے جھوٹی ہوتی ہے۔ اے مولے مرنے کا پتہ نہ تھا۔ کہ موت کہاں آجائے گی۔ شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب) میں اس پر یہ نوٹ دیا گیا ہے:۔

یہ مولے کھتری سیالکوٹ والے کی طرف اشارہ ہے۔ جو گورو نانک صاحب کے ساتھ کافی عرصہ رہا۔ لیکن گھر کی محبت کی وجہ سے دوسری دفعہ ساتھ جانے سے بچنے کے لئے اپنی بیوی سے کہلایا کہ وہ گھر نہیں ہے۔ (گوردھام دیدار صٓ۱۰۹ نیز گیان سنگھ نے دو گاؤں معافی لکھے ہیں (گوردھام سنگرہ صٓ۳۱) گھر نہیں ہے۔ قدرت کی مرضی کہ اس کو سانپ ڈس گیا (صٓ۱۴۱۲) لیکن برعکس اس کے مسلمان بھائی مردانہ نے ساری عمر بابا نانک صاحب کے ساتھ سفروں میں ہی گذار دی اور سفر میں ہی وفات پائی۔ (باقی صٓ۱۱ کالم ۴)

۱۹۵۲ء کا سب سے بڑا روحانی آدمی

سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود

از حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ امریکہ و یورپ

شخصیتوں کی بڑائی اور عظمت کا مسئلہ جب پیش ہوتا ہے تو طبعاً یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ بڑائی کی تعریف کیا ہے؟ جب تک یہ معلوم نہ ہو۔ کہ بڑائی کس کو کہتے ہیں۔ اس لفظ کا اطلاق کسی شخص پر کیوں ہو سکتا ہے۔ بڑائی کی تعریفیں مختلف کی جا چکی ہیں:-

۱- بعض کے نزدیک بڑا آدمی وہ ہے جس میں یہ قابلیت ہو کہ ایک بڑی جماعت کو اپنے پیچھے لگا سکے۔ اپنا کہنا منوا سکے۔

۲- امریکہ کا ایک مصنف ڈاکٹر کرین لکھتا ہے۔ کہ سب سے بڑا آدمی وہ ہے جو مخلوقِ خدا کی سب سے زیادہ خدمت کرے۔

۳- تاریخ نویس لوگ عموماً دنیا میں سب سے بڑا آدمی اسے مانتے ہیں۔ جو اپنے جسمانی زور کے ساتھ اوروں کو مغلوب کرے اور ملکوں کو فتح کرے۔ ایسے طاقتوروں کو مورخین "اعظم" کا خطاب دیتے ہیں۔ جیسا کہ سکندر اعظم۔ جس نے یونان سے لے کر ہندوستان تک کے تمام ممالک فتح کئے۔ قیصر اعظم نپولین اعظم نے یورپ کا ایک بڑا حصہ فتح کیا۔ شارلی اعظم جو خلیفہ ہارون رشید کا ہم عصر تھا۔

۴- بعض فلاسفروں کی رائے ہے کہ بڑا آدمی وہ ہے۔ جو اپنے اصول پر عمل کرنے میں ایسا مستقل مزاج ہو کہ اپنی جان قربان کر دے مگر اپنے اصول کو نہ چھوڑے۔

۵- رہبانیت میں سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پیش قدمی کرے۔

۶- فقراء اور سائلین کے نزدیک سب سے بڑا وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ سخاوت کرے۔

۷- وطنی آزادی کے دلدادوں کے نزدیک سب سے بڑا وہ ہے جو وطن کی خاطر حکومت ملک کے خلاف جوش پھیلانے کے شوق میں لڑنے اور مرنے کے واسطے ہر وقت تیار رہے۔

۸- تعلیم کے عشاق میں سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ علم حاصل کرے

۹- دنیا کے عقلمندوں کے نزدیک سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ روپیہ جمع کرے۔ اور مالدار بن جائے۔

۱۰- وہ لوگ جو بادشاہوں یا کروڑپتیوں کے گھر میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو صرف ایسے گھر میں پیدائش کے سبب بڑا کہلانے کا مستحق خیال کرتے ہیں۔

۱۱- بمبئی کی ہوم لائبریری کلب نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام "گریٹ مین آف انڈیا" Great men of India (ہندوستان کے بڑے آدمی) ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کی قسمت ہمیشہ کسی بڑے آدمی کے ہاتھ میں رہی ہے۔ اس میں متقدمین سے بدھ۔ اشوکا۔ کالی داس۔ چندرگپتا وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ زمانہ متوسط میں بابر۔ کبیر وغیرہ اور اس کے بعد کے لوگوں میں گاندھی جی۔ مسٹر جناح سلیمان۔ حیدری۔ ٹیگور۔ رائے۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور آغا خاں کا ذکر کیا ہے۔

حقیقی عظمت

غرض بڑائی کی تعریفیں مختلف پہلوؤں سے بہت سی کی گئی ہیں۔ اور ایک حد تک وہ سب تعریفیں اپنے اپنے موقعہ پر درست ہیں۔ مگر میری رائے میں بڑائی کی سب سے صحیح اور سب سے اعلیٰ تعریف یہ ہے کہ بڑا آدمی وہ ہے جس کو خدا بڑا بنا دے۔ انسان انسانوں کے صرف ظاہر کو دیکھ سکتے ہیں۔ بہت سے لوگ بظاہر بہت نیک اور شریف اور چمکدار ہوتے ہیں۔ مگر بباطن ان کی وہی حالت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت حافظ فرماتے ہیں ؎

چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

لوگ کیا جانتے ہیں کہ کسی کا اندرونہ کیسا ہے اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ وہی ہر شخص کے حال سے آگاہ ہے۔ ہر ایک کے دل کی حالت کو جانتا ہے۔ اور مخلوق کی نیتوں سے واقف ہے۔ اسی واسطے فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کی امانت کس کے سپرد کرے۔ اور اپنے رسول کا خلیفہ کس کو بنائے

تعز من تشاء و تذل من تشاء۔ اے خدا تو جسے چاہتا ہے بڑا بنا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے چھوٹا کر دیتا ہے بیدک الخیر بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ انک علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ تحقیق تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ اصحاب جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اپنے اپنے دائرہ عمل میں ایک حد تک بڑے لوگ ہیں اور ان کی خدمات اپنی قوم اپنے ملک کیواسطے قابل قدر ہیں مگر ان کے کام عموماً دنیوی وجاہتوں اور ارضی فتوحات تک محدود تھے اور ایک خاص قوم یا خاص ملک کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ خود "محمود" نام کے بھی بعض ایسے اصحاب گذر چکے ہیں جو اعظم کہلانے کے مستحق قرار دیئے گئے جیسا کہ محمود غزنوی وغیرہ۔ مگر میں جس محمود (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ فرزند اکبر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی عظمت کا ذکر اس مضمون میں کر رہا ہوں اس کا دائرہ عمل تمام دنیا پر وسیع ہے اور اس کی وجاہت اور کام زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہیں ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

خدا تعالیٰ نے اسے روحانی شوکت۔ رعب جذب اور مقبولیت عطا کی ہے۔ جسے کوئی چھین نہیں سکتا۔ بہتیروں نے جو اپنے آپ کو بڑا اور باسامان اور بارسوخ سمجھتے تھے۔ اس کی مخالفت کی مگر سب ناکام رہے کئی آندھیاں چلیں مگر سب تھک کر زمین پر بیٹھ گئیں اور چاند پہلے سے زیادہ چمک اور رونق کے ساتھ ظاہر ہونے لگا۔ خدا اس کی مدد میں ہے۔ اور رات دن خدا کی عبادت میں وہ مصروف ہے۔

دلوں کا فتح کرنا بڑا کام ہے

؎ کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار (مسیح موعود)

دنیا میں کئی ایک ایسے آدمی گذرے ہیں۔ جن کے خارق العادت کارناموں کے سبب مورخین نے انہیں اعظم کا خطاب دیا ہے۔ جیسا کہ سکندر اعظم۔ شارلیمین اعظم۔ سلطان محمد اعظم مگر ان اصحاب کی بزرگی انکی ملکی فتوحات کے لحاظ سے سمجھی گئی ہے مگر میں اس مضمون میں جس بڑائی کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ زمینوں کی فتوحات کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی بلکہ دلوں کی فتوحات اس کا خاصہ ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ اس عظمت کا مالک اسے بندوں نے نہیں بنایا بلکہ خدائے پاک کے فضل عظیم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے باعث اسے اس عظمت کے تخت پر مسند نشین کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار

اس کی اس عظمت کی خبر ہزارہا سال پہلے قوم بنی اسرائیل کے انبیاء نے دی "دانیال" نبی نے اپنے مکاشفات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ اس کے ظہور اور اس کے کارناموں کے دور و نزدیک پھیلنے کیوقت سے بھی آگاہی دی۔ "طالمود" میں اس کا ذکر کیا گیا۔ اولیاء اسلام نے اپنی الہامی پیشگوئیوں میں اس کا تذکرہ کیا اور اس کی پیدائش سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی کہ اس کا نام محمود ہوگا۔ وہ بشیر الدین ہوگا۔ یعنے اس کا وجود دین اسلام کیواسطے ایک بڑی خوشخبری کا موجب ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ اسلام چار اطراف میں پھیلے گا۔ اور جن ممالک میں کبھی کوئی مسلم مبلغ نہ گیا تھا وہاں وہ اسلام کی تبلیغ پہنچا دے گا۔ جیسے کہ مسیح اعظم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی سب سے زیادہ پیاری یہ بات لگتی تھی۔ اسلام مغربی ممالک میں پھیلے۔ ایسا ہی ان کے پسر موعود اور خلیفہ موعود حضرت محمود اعظم کو بھی رات دن یہی دھن لگی ہوئی ہے کہ روئے زمین کے کونے کونے میں اسلام پھیلایا جائے اور کوئی ایسی جگہ نہ ہو جہاں اسلام کے مبلغ نہ پہنچیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس وجود کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرتا جا رہا ہے۔ اور اسلام اکناف عالم میں پھیلتا جا رہا ہے۔ آپ نے اپنے بچپن میں جبکہ آپ کی عمر گیارہ سال کی تھی اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی تھی۔ اور یہ دعا آپ ہمیشہ کرتے چلے آئے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں گے کہ کتنا بڑا کام ہے جو اسلام اشاعت کا آپ انجام دینا چاہتے ہیں۔ اور کس طرح اللہ تعالیٰ کا سلوک بھی مقبولیت کے رنگ میں آپ کے ساتھ ہوتا آ رہا ہے۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

وہ دعا یہ ہے:-

"اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنیوالے میرے شاگرد نہ ہوں"۔

(الحکم جوبلی نمبر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

ضرورت ہے کہ قارئین کرام ایسے بڑے انسان کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ تقریروں اور خطبوں اور علم و عرفان کے مجالس کو بغور پڑھیں اور اس پاک انسان سے اپنا روحانی رشتہ جوڑ کر اسلام کی ترقی میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اور جماعت احمدیہ سے اپنے آپ کو منسلک کریں۔

(ٹریکٹ)

خصوصیت اسلام بقیہ ص۴

مختصر یہ کہ وہ باوجود انسان ہونیکے وحشیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ تہذیب تمدن سے ناآشنا جنگ جدال عیش و عشرت محبوب مشغلہ تھا۔ سراپا شرک میں ڈوبے ہوئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قرآن مجید کی تعلیم کو اپناتے ہوئے ان کی زندگیوں میں حیرت انگیز تبدیلی ہوتی ہے۔ قرآنی احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے طفیل وہ وحشیوں سے انسان بنے۔ صرف انسان ہی نہیں بااخلاق انسان بنے نہ صرف بااخلاق انسان بلکہ باخدا انسان بن گئے۔ وہ اُمی ان پڑھ معلم و مربی بنے۔ وہ اونٹوں کو چرانے والے جہاں بان بنے۔ چنانچہ صرف اسلام کے بانی کو ہی یہ شرف حاصل ہے، کہ جس اصلاح کے لئے آواز اُٹھائی وہ کر کے دکھا دی اور آپ اُسوقت خدا کے حضور بلائے گئے۔ جبکہ تمام عرب مسلمان ہوچکا تھا۔ آپکے مقابل پر کسی اور مصلح کو یہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ یہ امر اسبات کا ثبوت ہے کہ قرآن مجید کے احکام اپنے اندر تو اثر و حکمت رکھتے ہیں۔ کاش کہ کوئی ان پر صدق دل سے عمل کرے۔ پس اُسی کے دامن سے وابستگی ہونی چاہیئے۔ جو تمام راستبازوں کی مجموعی قوت قدسیہ اپنے اندر رکھتا ہے۔

۱۲۔ بارھویں خصوصیت اسلام کی یہ ہے کہ ہر مذہب کی طرف سے اُس کے پیروؤں کے لئے کچھ وعدے خوشحالی اور ترقی کے لئے کئے گئے ہیں جو وفات کے بعد اُخروی زندگی کے متعلق ہیں مگر ان وعدوں کے ایفاء کا یقین اس پر مبنی ہے کہ کچھ وعدے جو اس دنیا کے بارہ میں ہوں پورے ہوں یعنی یہ کہ اس مذہب پر عمل کرنے والوں کو سُکھ ملے گا۔ اور وہ ہر قسم کی ترقی حاصل کر کے اپنے ہم چشموں پر فوقیت حاصل کریں گے۔ اس معیار کے مطابق جب ہم مشہور مذاہب عالم کی حالت دیکھتے ہیں۔ تو صاف نمایاں ہوتا ہے۔ کہ اہل عرب جو جہالت و گمراہی میں گرفتار تھے۔ اور جو کسی قسم کی وقعت نہیں رکھتے تھے۔ اسلام کی پیروی کر کے اپنی زندگیوں میں نمایاں تبدیلی پائی۔ اور وہ ایک بڑی سلطنت کے مالک بن گئے۔ ع۔ ت ملی۔ حکومت ملی حکمت بھی بلکہ سکھائی۔ اس ظاہری وعدوں کے ایفاء نے ثابت کر دیا کہ اُخروی زندگی کے متعلق جو وعدے ہیں۔ وہ بھی پورے ہو گئے۔ دیگر مذاہب میں یہ بات نہیں۔ یہ فخر صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ اس کی تعلیم پر عمل کر انسان دنیوی و اُخروی برکات حاصل کر سکتا ہے اور ہر صدی میں اس کا ثبوت ملتا رہتا ہے۔

مختصر یہ کہ جب ہم اسلام کی تعلیم کا مقابلہ دیگر مذاہب کی تعلیمات سے کرتے ہیں۔ تو ہمیں اسلامی تعلیم روحانی۔ اخلاقی۔ اقتصادی۔ تمدنی۔ معاشرتی غرضیکہ ہر اعتبار اور ہر پہلو سے ایک جامع و مانع اور کامل و مکمل نظر آتی ہے۔ پس ان خصوصیات و فضائل کی وجہ سے اسلام دیگر ادیان و مذاہب پر ایک فوقیت رکھتا ہے۔ اور عالمگیر اور زندہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ چنانچہ خداتعالےٰ نے اس وجہ سے فرمایا ہے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

اب خدا کا پسندیدہ مذہب اسلام ہی ہے۔ و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ آج جو اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کرتا ہے وہ خدا کی رضا و خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی روحانی و دینی اعتبار سے ترقی کر سکتا ہے۔ پس آیئے اور اس زندہ و عالمگیر مذہب کی تعلیمات کا بنظر غائر مطالعہ کیجئے۔ اور اس مذہب کو اختیار کر کے اسکے فضائل و فیضان کا اپنے نفوس میں مشاہدہ کیجئے اور وہ عملی ثبوت ہوگا اسلام کی زندگی کا۔ دعا ہے کہ خداتعالےٰ نے مذہب اسلام کی تعلیمات پر کما حقہٗ عمل کرنے اور اسکے فیضان عام سے مستفید ہونیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تقرر عہدداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

نمبر شمار	نام جماعت	عہدہ	نام و پتہ عہدیداران
۱	بانسرہ	پریذیڈنٹ	مکرم ممتاز علی صاحب لشکر بانسرہ سرحد پرگنہ مغربی بنگال
	"	وائس پریذیڈنٹ و سکرٹری مال	مکرم اکبر علی صاحب " " " "
	"	سکرٹری امور خارجہ و تعلیم و تربیت	مکرم زبیر علی صاحب " " " "
	"	وائس سکرٹری تعلیم و تربیت	مکرم مقصود علی صاحب " " " "
	"	سکرٹری نشر و اشاعت	مکرم عبدالمجید صاحب " " " "
	"	سکرٹری ضیافت	مکرم اشرف علی صاحب " " " "
۲	[illegible]ت پور	پریذیڈنٹ	مکرم محمد یعقوب صاحب بمقام ڈاکخانہ بارہ بہرت پور مغربی بنگال
	"	سکرٹری مال و تبلیغ	مکرم محمد یونس صاحب بمقام برام پور " "
	"	سکرٹری امور عامہ	مکرم محمد ثاقب صاحب " " " " "
	"	امین	مکرم محمد نقیب الدین صاحب " " " "
	"	محاسب	مکرم زین الحق صاحب " " " "
۳	مونگھیر	پریذیڈنٹ	مکرم سید عبدالغفار صاحب احمدیہ کالونی سعدی پور مونگھیر بہار
		سیکرٹری وصایا و تحریک جدید	مکرم ضیاءالدین صاحب معرفت " " " "
۴	کانپور	سیکرٹری وصایا و تحریک جدید	مکرم عبدالوہاب صاحب جماعت احمدیہ کانپور
۵	مظفرپور	"	مکرم سید غلام مصطفےٰ صاحب جماعت احمدیہ مظفرپور
۶	راڈھ	"	مکرم اسرار احمد صاحب جماعت احمدیہ راڈھ یو۔ پی۔
۷	کلکتہ	امیر	منشی شمس الدین صاحب دارالسلام ۵ انیونڈن گرار روڈ کلکتہ
	"	سیکرٹری مال	مکرم بابو محمد رفیق صاحب ۱۰ ڈیم زن لین کلکتہ
	"	محاسب	مکرم ڈاکٹر اختر حسین صاحب معرفت امیر جماعت احمدیہ کلکتہ
	"	سیکرٹری تحریک جدید	مکرم میاں محمد عمر صاحب " "
۸	فانیمو ریلکی	پریذیڈنٹ	مکرم بابو محمد عاشق حسین صاحب فانیمو ڈاکخانہ تارا پور ضلع مونگھیر بہار
		سیکرٹری مال	مکرم میر عبدالحمید صاحب " " " "
۹	شورا پور	پریذیڈنٹ	مکرم مولوی احمد حسین صاحب بمعدی وکیل شورا پور حیدرآباد

نوٹ:۔ جملہ عہدیداران کی میعاد ۳۰ر اپریل ۱۹۵۳ء تک ہے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

سکھ گوردواروں کی تاریخ بقیہ ص۹

گوردوارہ نانک سر | یہ گوردوارہ شہر پاکپٹن سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس جگہ بابا نانک صاحب نے "آسا دی وار" کی ۹ پوڑیاں تصنیف کیں اور اسی جگہ آپ کی شیخ برہم صاحب (ابراہیم) کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ گوردوارے کے ساتھ آٹھ گھماؤں زمین بھی ہے۔ کتک پورنماشی کو میلہ لگتا ہے۔ (گوردھام دیدار صفحہ ۲۵۲) سکھ مورخوں واس بات پر اتفاق ہے کہ جناب بابا نانک صاحب نے شیخ برہم یا ابراہیم صاحب کی ملاقات کی خوشی میں مندرجہ ذیل شبد کہا۔

آوہ بہنیں گل مل انک سہیلڑی آہ
مل کے کہا نیاں سمرتھ کنت کیاں
ساچے صاحب سبھ گن اوگن سبھ اساہ

(سری راگ محلہ ا صفحہ ۱۷ گرنتھ صاحب)

ترجمہ:۔ اے بہنو! آؤ گلے ملیں اکیونکہ تو میرے پیارے رفاوند کی سہیلی ہیں۔ ہم دونوں مل کر اُس قدرت والے خاوند کی باتیں کریں سچے صاحب میں سب خوبیاں اور برائیاں ہیں۔ انہی خوبیوں کا ذکر ہم سب کو لازم ہے۔

گوردوارہ پنجہ صاحب

یہ گوردوارہ ضلع کیمبلپور قصبہ حسن ابدال میں واقع ہے۔ ریلوے سٹیشن ہے۔ سکھوں کا بیان ہے کہ بابا نانک صاحب نے پیر ولی قندھاری کو کرامت دکھائی اور اُس کا پانی پہاڑی سے کھینچ لیا جس پر پیر صاحب نے ایک پتھر کی چٹان بابا صاحب پر گرائی جس کو آپ نے اپنے پنجے سے روک لیا چنانچہ وہ پنجہ پتھر میں نقش ہو گیا جو آجتک اسی شکل میں موجود ہے۔ یہ پنجہ صاحب ایک حوض میں نصب ہے، سب سے پہلے یہ حوض ایک مسلمان جن کا نام خواجہ شمس الدین تھا نے پختہ بنوایا (گوردھام سنگرہ صفحہ ۳۲ مصنفہ گیانی سنگھ) اس گوردوارہ کے نام پانچصد روپیہ کی سالانہ جاگیر ہے کچھ زمین اور بن کلیہ دار کی بھی آمدنی ہے زمانہ کوشش سنہ ۲۳ء حضرت امام جماعت احمدیہ نے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات استوار کرنیکے لئے مبلغ پانچصد روپیہ کی رقم عطا فرمائی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے سکھ اخبار "شیر پنجاب" لاہور کے ایڈیٹر بھائی امر سنگھ صاحب مرحوم زیر عنوان "خلیفہ قادیان کا پنجہ صاحب کے لئے عطیہ" لکھتے ہیں:۔ امرتسر ۲۸ر فروری خلیفہ قادیان نے پانچصد روپیہ گوردوارہ پنجہ صاحب کی عمارت کیلئے دیا۔" (اخبار شیر پنجاب ۳ر مارچ ۱۹۳۵ء)

گوردوارہ پنجہ صاحب کی آمدنی سوا لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ تر کڑاہ پرشاد کی آمدن ہے جو چالیس ہزار روپیہ سالانہ ہے (اخبار سکھ سیوک امرتسر ۳۲/۷ صفحہ ۲۰ ص۲۹)

ادائیگی زکوٰۃ

اور

احبابِ جماعت

زکوٰۃ اسلام کے شرعی ارکان میں سے ایک لازمی رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تقریباً ہر جگہ نماز کے حکم کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم بھی فرمایا ہے۔ اور جس طرح ایک تارک نماز خدا تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہے۔ اسی طرح ایک صاحبِ نصاب کا زکوٰۃ ادا نہ کرنا اسے قابل مواخذہ بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق سختی سے تاکید فرمائی ہے۔ اور اس فرض سے پہلوتہی کرنے والوں کے لئے عذاب کی خبر دی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ نے مال دیا۔ اور اس نے اس میں سے زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا حصہ ادا نہ کیا۔ قیامت کے روز اس کا مال ایک کنچلیوں والے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اور ایسے شخص کے گلے میں بطور طوق ڈالا جائے گا۔ اور وہ سانپ اسے کہے گا کہ میں تیرا وہ مال اور خزانہ ہوں۔ جس کی تُو نے زکوٰۃ ادا نہ کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب عرب کے بعض قبائل نے ادائیگی زکوٰۃ سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے لوگوں سے جنگ کی اور فرمایا۔ کہ اگر کوئی اونٹ کے ایک گھٹنا باندھنے والی رسی کے برابر بھی زکوٰۃ دینے سے انکار کرے گا تو میں اس سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ وہ زکوٰۃ ادا کر دے۔

تاریخ اسلام میں سوائے زکوٰۃ کے کسی اور فریضہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے جنگ کا ہونا ثابت نہیں۔ پس ظاہر ہے کہ اس فرض کی ادائیگی کس قدر لازمی اور ضروری ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں آج تک کوئی شخص اپنے مال میں سے خدا کا حصہ نکالنے سے غریب نہیں ہوا بلکہ اس طرح اس کے مال میں دوسروں سے زیادہ برکت ڈالی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی شخص عدم ادائیگی زکوٰۃ سے مالدار بنا ہے۔

موجودہ زمانہ میں عام مسلمانوں نے جہاں دیگر ارکان اسلام کو پس پشت ڈالا۔ وہاں کئی دولت کے ڈر سے انہوں نے زکوٰۃ کو بھی ترک کر دیا۔ اس شیطانی وسوسہ اور مادی نظریہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل کا ہاتھ اُن سے اٹھا لیا۔ اور آج مسلمان قوم دنیا میں سب سے زیادہ مفلس و غریب نظر آتی ہے۔

ہماری جماعت کے بعض لوگ غلط فہمی سے دیگر جماعتی چندوں کو زکوٰۃ کا قائم مقام سمجھ کر اس میں غفلت برتتے ہیں۔ حالانکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں نیت شرط ہے۔ اس کی مقدار اور اس کے مصرف کی اغراض معین اور مقرر ہیں۔ لہٰذا کسی قسم کا کوئی اور چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام تصور کر کے اُس کا بدل نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ ہی اُس کے اندر اُسے محسوب کرنا جائز ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کشتی نوح میں اپنی جماعت کو مخاطب فرماتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں:-

"اے وے لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت میں شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجگانہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورا کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ دینے کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے"

جن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کے لئے شریعت نے ایک اور مقدار معین کی ہے۔ جہاں اس مقدار کے برابر یا اُس سے زیادہ ہوگا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی ایسی مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔ غلہ جات اور پھلوں کے علاوہ باقی قسم کے مالوں پر اس وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب وہ مالکِ نصاب کے پاس ایک سال رہے ہوں۔ چاندی کا نصاب ۵۲ تولہ ۶ ماشہ ہے۔ اور اس کی زکوٰۃ کی شرح چالیسواں حصہ ہے۔ خواہ روپے۔ پونڈ نوٹ پیسے۔ آنے وغیرہ کی شکل میں ہوں۔ جن کی قیمت ۵۲ تولہ اور ۶ ماشے چاندی کے برابر ہوگی اُسے نصاب کہا جائے گا۔

سونے کا نصاب سات تولہ چھ ماشہ ہے۔ اس کی زکوٰۃ کی شرح بھی چالیسواں حصہ ہی ہے۔ زکوٰۃ کے تفصیلی امور کے متعلق نظارت ہٰذا کی طرف سے شائع شدہ رسالہ مسائل زکوٰۃ اکثر جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے۔ اور ادائیگی زکوٰۃ کی فرضیت اور اہمیت کے متعلق توجہ دلاتے ہوئے پیشتر ازیں جملہ جماعتوں کو اپنے اپنے علاقہ کے صاحب نصاب احباب کے کوائف مرکز میں بھجوانے کی تحریک کی جا چکی ہے۔ مگر ابھی تک بہت کم احباب اور جماعتوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری جماعت کے جملہ افراد زکوٰۃ کے متعلق اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی کر کے کوئی فرد خسر الدنیا و الآخرۃ کا مصداق نہ بنے۔

اگر ہمارے دوست اور ہماری بہنیں صحیح رنگ میں اس فرض کی طرف متوجہ ہو کر اپنا محاسبہ کریں گے۔ تو خدا کے فضل سے بیسیوں گھرانے ایسے ہوں گے جو ابھی تک زکوٰۃ نہیں نکالتے حالانکہ وہ صاحبِ نصاب ثابت ہوں گے۔ اور اس مد میں ایک معقول رقم کی زیادتی قومی ضروریات کو پورا کرنے کا باعث ہوگی۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ زکوٰۃ کی رقم خلیفۂ وقت کی منظوری کے بغیر از خود خرچ کرنی جائز نہیں اور چونکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زکوٰۃ کی وصولی نظارت بیت المال کے ذمہ لگائی ہے۔ اس لئے ایسی تمام رقوم مرکزی خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں آنی چاہئیں۔ اگر کوئی دوست خاص مقامی ضروریات کے لئے زکوٰۃ کا کچھ حصہ اپنے طور پر خود خرچ کرنا چاہے تو اس کی منظوری حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کرنے کے لئے نظارت ہٰذا کی معرفت درخواست پیش کی جانی ضروری ہوگی۔

مجھے امید ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے جملہ افراد اس اہم فریضۂ اسلام کی ادائیگی کی طرف خود ہی متوجہ ہوں گے۔ اور جماعتوں کے سیکرٹریان مال اپنے اپنے علاقہ کے صاحبِ نصاب اور ان کے ذمہ زکوٰۃ کی تشخیص کر کے جلد از جلد نظارت ہٰذا میں بھجوا کر ممنون فرما دیں گے۔ نیز جن کے ذمہ ادائیگی زکوٰۃ کی رقم واجب ہو چکی ہو۔ اُن کو چاہیئے کہ وہ بلا تاخیر رقوم مرکز میں بھجوا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ ناظر بیت المال قادیان